مسائل قربانی پر مشتمل مختصر مگر جامع اور مدلل کتاب

آسان مسائل قربانی

مرتب

مولانا و مفتی رضوان نسیم قاسمی

استاذ فقہ و افتا معہد الدراسات العلیا پھلواری شریف پٹنہ

ناشر

مکتبہ دار الارقم نیپال

فیض پور عرف گھیورا ضلع روتہٹ، نیپال

Mob. 8986305186 (Indian)

9809191037 (Nepali)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسائلِ قربانی پر مشتمل مختصر مگر جامع اور مدلل کتاب

آسان مسائلِ قربانی

مرتب

مولانا و مفتی رضوان نسیم قاسمی

استاذ فقہ و افتا معہد الدراسات العلیا پھلواری شریف پٹنہ

ناشر

مکتبہ دار ارقم نیپال

فیض پور عرف گھیورا ضلع روتہٹ، نیپال

Mob. 8986305186 (Indian)9809191037 (Nepali)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

© جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

تفصیلات

نام کتاب ــــــــــــ آسان مسائل قربانی

مرتب ــــــــــــ مولانا و مفتی رضوان نسیم قاسمی

استاذ فقہ و افتاء ــــــــــــ معہد الدراسات العلیا، ہارون نگر سیکٹر۔ا، پھلواری شریف پٹنہ

رابطہ نمبر ــــــــــــ انڈین نمبر 8986305186 ، نیپالی نمبر 9809191037

صفحات ــــــــــــ 80

تاریخ اشاعت ــــــــــــ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ، مئی ۲۰۲۴ء

ناشر ــــــــــــ مکتبہ دار ارقم، فیض پور، روتہٹ نیپال

ملنے کے پتے

کتاب کے لیے درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں:

انڈین نمبر: 8986305186

نیپالی نمبر: 9809191037

فہرست مضامین

انتساب.......................... ۵
مقدمہ ۶

پہلا باب
قربانی سے متعلق بنیادی مسائل

قربانی کی لغوی واصطلاحی تعریف ۱۰
اضحیہ کی لغوی واصطلاحی تعریف.......... ۱۲
قربانی کی مشروعیت کا ثبوت ۱۳
قرآن سے قربانی کا ثبوت ۱۳
حدیث سے قربانی کا ثبوت ۱۳
اجماع امت سے قربانی کا ثبوت........ ۱۴
قربانی کی فضیلت ۱۵
قربانی کی مشروعیت کی حکمتیں.......... ۱۷
قربانی خالص مالی عبادت ہے ۱۸
قربانی کا شرعی حکم......................... ۲۰
قربانی کے وجوب کے دلائل ۲۰
قربانی کے مسنون ہونے کے دلائل..... ۲۱
قربانی کے ایام واوقات ۲۴
مقام اضحیہ کا اعتبار ہے یا مقام مضحی کا.... ۲۵
قربانی کے واجب ہونے کی شرطیں ۲۷
قربانی کا مالی نصاب....................... ۳۰
قربانی کی شرطوں کا اعتبار کب ہوگا ۳۲
قربانی کے جانور سے متعلق شرطیں....... ۳۳
قربانی کرنیوالے سے متعلق شرطیں ۳۵
قربانی کے وقت سے متعلق شرطیں ۳۵
قربانی کے اقسام........................ ۳۶
فقیر کا قربانی کی نیت سے جانور خریدنا... ۳۷
مالدار کا قربانی کی نیت سے جانور خریدنا. ۳۹
قربانی کی نیت سے بڑا جانور خریدنا ۴۰
قربانی کرنے کے بعد مالدار ہوجانا ۴۱
مملوکہ جانور کی قربانی کی نیت کرنا ۴۱
قربانی کرنے کی منت ماننا............... ۴۲
منت ماننے والے کے لیے گوشت کھانا . ۴۳
قربانی کے جانور کا فوت یا چوری ہوجانا . ۴۴
قربانی کے گمشدہ جانور کا مل جانا......... ۴۴
جانور خریدنے کے بعد قربانی نہ کرنا...... ۴۶
قربانی کی قضاء کا حکم.................... ۴۷
قربانی کے جانور سے فائدہ اٹھانا ۴۷
قربانی کے جانور کو بدلنا ۴۸
قربانی میں شرکت کے احکام ۴۹
میت کی طرف سے قربانی کرنا.......... ۵۰
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرنا... ۵۱
قربانی کا طریقہ اور کچھ اہم مسائل ۵۲
قربانی کے جانور کے سات حرام اشیاء... ۵۵
قربانی کے گوشت وکھال کا بیان ۵۶

دوسرا باب

عیوب سے متعلق ضروری مسائل

عیب کی تعریف........................ ۵۸
کس قدر عیب قربانی سے مانع ہے.... ۵۸
قلیل وکثیر عیب کا معیار ۵۹
عیب دار جانور خریدنا ۶۰
ذبح کے دوران جانور کا عیب دار ہوجانا... ۶۰
سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی... ۶۱
چھوٹے یا بے سینگ والے کی قربانی... ۶۲
باؤلے جانور کی قربانی ۶۲
کان کٹے ہوئے جانور کی قربانی ۶۳
شرقاء، خرقاء، مقابلہ اور مدابرہ کی قربانی... ۶۳
بے کان والے جانور کی قربانی ۶۵
چھوٹے کان والے جانور کی قربانی ... ۶۵
اندھے جانور کی قربانی................. ۶۵
کم بینائی والے جانور کی قربانی ۶۶
کانے اور بھینگے جانور کی قربانی ۶۷
ناک کٹے ہوئے جانور کی قربانی ۶۷
بے دانت والے جانور کی قربانی ۶۸
دانت ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی ... ۶۸
کٹی ہوئی زبان والے جانور کی قربانی... ۶۹
جانور کی دم کے مسائل ۶۹
بڑے جانور کے تھن کے مسائل ۷۰
چھوٹے جانور کے تھن کے مسائل ۷۱
دودھ نہ دینے والے جانور کی قربانی .. ۷۱
دودھ نہ پلانیوالے جانور کی قربانی ۷۱
گابھن جانور کی قربانی ۷۲
لنگڑے جانور کی قربانی ۷۲
پاؤں کٹے ہوئے جانور کی قربانی...... ۷۳
خصی جانور کی قربانی ۷۳
خنثیٰ جانور کی قربانی................... ۷۳
جفتی نہ کرنیوالے جانور کی قربانی...... ۷۴
بچہ نہ دینے والے جانور کی قربانی ۷۴
بانجھ جانور کی قربانی.................... ۷۴
کم یا زیادہ بچہ والے جانور کی قربانی.. ۷۵
دبلے، پتلے اور کمزور جانور کی قربانی... ۷۵
نجاست خور جانور کی قربانی ۷۵
کھجلی اور گلٹی والے جانور کی قربانی ... ۷۶
کھانسنے والے جانور کی قربانی........ ۷۶
کتیا کے دودھ سے پرورش شدہ کی قربانی ۷۷
داغے ہوئے یا زخم والے جانور کی قربانی ۷۷
بے خصیہ والے جانور کی قربانی ۷۷
ادھیا پر دیئے ہوئے بچہ کی قربانی ۷۸
ہرن ونیل گائے کی قربانی............. ۷۸
گونگے اور بہرے جانور کی قربانی.... ۷۸
مرغی وبطخ کی قربانی ۷۸
کم یا زیادہ اعضاء والے جانور کی قربانی ۷۹
جرسی گائے کی قربانی ۷۹

انتساب

کائنات کی اس عظیم ہستی کے نام!

جو خداوند قدوس کے حکم کی تعمیل میں اپنے لخت جگر کو ذبح کرنے کے لیے میدان میں نکل پڑا تھا، جو فرمان الٰہی کی اطاعت میں اپنے اہل وعیال کو مکہ کی سنگلاخ اور بے آب وگیاہ میدان میں چھوڑ کر ملک شام چلا گیا تھا، جو اپنے آپ کو نار نمرود میں جلا دیے جانے کو تو پسند کیا لیکن اس کے عشق ومحبت میں کوئی کمی نہ ہوئی، جس نے خدا سے عشق ومحبت کی وہ تاریخ رقم کی کہ دنیا اس جیسی مثال پیش نہیں کرسکتی، جو دعوت توحید کی پاداش میں اپنے والدین، اعزہ واقارب اور اپنی قوم کے لوگوں سے طویل مدت تک دور رہا پھر بھی ان کے ایمان میں تزلزل پیدا نہیں ہوسکا، یعنی فخر انبیاء، محبوب خدا، ملت حنیف کے پیشوا اور رہنما

حضرت ابراہیم خلیل اللہ بن تارح

کے نام

جن کی یاد میں قربانی جیسی عظیم الشان عبادت منائی جاتی ہے۔

مقدمہ

قربانی مذہب اسلام کی ایک عظیم عبادت، شعائر اسلام میں سے ایک اہم شعار اور بے حد فضیلت والا حکم ہے، قربانی عشق و محبت کی اس لازوال داستاں کی یادگار ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے دنیا عاجز و قاصر ہے، قربانی خدا کی محبت میں ڈوبے ہوئے ان باپ بیٹوں کے جذبۂ ایمانی کی نشانی ہے جو خدا کی محبت میں اپنی جان بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے، قربانی خلوص وللّٰہیت کے ان پیکر ہستیوں کی تصویر ہے جنہوں نے اس فانی دنیا میں وہ اَنمٹ نقوش چھوڑے ہیں جو قیامت تک کی انسانیت کے لئے مشعل راہ ہیں، قربانی اللہ تعالی کے ایک ایسے برگزیدہ بندہ کے عمل کی یاد ہے جن کا اطاعت الٰہی پر مبنی اور اخلاص سے بھر پور عمل اللہ تعالی کو اتنا پسند آیا کہ امت مسلمہ کے لیے اس عمل کو واجب کر دیا، قربانی دراصل اس عزم و یقین اور سپردگی وفدائیت کا عملی اظہار ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ ہی کا ہے اور اسی کی راہ میں یہ سب کچھ قربان ہونا چاہیے، قربانی کا سب سے اہم مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے خالق و مالک سے بے پناہ محبت وتعلق کا اظہار کریں، اس کی محبت کو تمام محبتوں پر ترجیح دیں اور حکم الٰہی ہو تو اس کی راہ میں اپنا خون بہانے سے بھی دریغ نہ کریں۔

قربانی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی پرانی خود مذہب یا انسان کی تاریخ ہے، انسان نے مختلف اَدوار میں عقیدت وفدائیت، سپردگی و جاں نثاری، عشق و محبت، عجز و نیاز، ایثار و قربانی اور پرستش و بندگی کے جو جو طریقے اختیار کیے، اللہ تعالیٰ نے انسانی نفسیات اور بشری جذبات کا لحاظ رکھتے ہوئے کچھ مخصوص اصلاحات کے ساتھ ان طریقوں کو اپنے لیے خاص کر دیا، انہیں طریقوں میں سے ایک طریقہ قربانی بھی ہے،

انسانی تاریخ میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کی قربانی کا ذکر ملتا ہے، قرآن پاک میں بھی اس کا تذکرہ ہے، ارشاد ربانی ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ، إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الآخَرِ. (سورة المائدة:٢٧)

اور ان کے سامنے آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناؤ، جب ان دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی تھی اور ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔

قربانی کا حکم ویسے تو تمام آسمانی شریعتوں میں ہمیشہ موجود رہا ہے اور ہر اُمت کے نظام عبادت میں اسے ایک لازمی جزو کی حیثیت حاصل رہی ہے، جیسا کہ درج ذیل آیت سے معلوم ہوتا ہے:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الأَنْعَامِ. (سورة الحج:٣٤)

اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی اس غرض کے لیے مقرر کی ہے کہ وہ ان مویشیوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں عطا فرمائے ہیں۔

لیکن عیدالاضحیٰ کے موقع سے امت محمدیہ کے لیے جو قربانی مشروع ہوئی ہے وہ دراصل حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے ایک بے نظیر، بے مثال اور لازوال واقعہ کی یاد میں مشروع ہوئی ہے، جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

”جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ۸۶ر سال کی عمر میں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے بطن مبارک سے حضرت اسماعیل کی شکل میں ایک ہونہار بیٹا عطا کیا اور حضرت اسماعیل اپنے والد حضرت ابراہیم کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل

ہو گئے (ایک روایت کے مطابق تقریباً ۱۴؍سال کے ہو گئے) تو حضرت ابراہیم نے آٹھویں ذی الحجہ کو خواب دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل کو ذبح کر رہے ہیں، آپ نے اس کی یہ تعبیر نکالی کہ اس سے مراد جانوروں کی قربانی ہے، چنانچہ آٹھویں ذی الحجہ کو آپ نے کچھ اونٹوں کی قربانی پیش کی، پھر نویں ذی الحجہ کو یہی خواب دیکھا، اس دن بھی آپ نے یہی تعبیر نکالی اور مزید کچھ اونٹوں کی قربانی پیش کی، لیکن جب دسویں ذی الحجہ کو بھی یہی خواب دیکھا تو آپ سمجھ گئے کہ منشأ خداوندی یہ ہے کہ میں اسماعیل کی قربانی دوں، چوں کہ نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے اس لیے حضرت ابراہیم اپنے نور نظر حضرت اسماعیل کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا اور ان سے کہا کہ اے میرے پیارے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں، اب سوچ کر بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ (یہ مشورہ صرف حضرت اسماعیل کے ایمانی جذبہ اور تعلق مع اللہ کا امتحان لینے کے لیے اور اللہ کے حکم کی تعمیل وانقیاد کا ذکر ان کی زبان سے سننے کے لیے تھا، اس لیے نہیں تھا کہ اگر وہ انکار کر دیتے تو حضرت ابراہیم ان کی قربانی پیش کرنے سے رک جاتے) حضرت اسماعیل نے فوراً عرض کیا کہ ابا جان! آپ وہی کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

ہونہار بیٹے کا یہ جواب سن کر حضرت ابراہیم انہیں قربان گاہ (منٰی) لے گئے، وہاں جا کر انہیں پیشانی کے بل لٹا دیا اور گردن پر چھری رکھ کر خدا کی بارگاہ میں ان کو ذبح کرنا چاہا، لیکن چھری اس قدر کند ہو چکی تھی کہ حضرت اسماعیل کی رگیں نہیں کٹ رہی تھیں، حضرت ابراہیم اسی شش و پنج میں تھے کہ غیب سے آواز آئی ''اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچ کر دکھایا، یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں، یقیناً یہ

ایک کھلا ہوا امتحان تھا''،اس کے بعد حضرت جبرئیل ہابیل کے مینڈھے کولیکر حاضر ہوئے اور فرمایا کہ اے ابراہیم! آپ کو اللہ تعالی نے اسماعیل کے بدلہ اس مینڈھے کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ آپ نے اس مینڈھے کو ذبح کردیا۔

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کا طاعت واخلاص سے معمور قربانی کا عظیم عمل اللہ تعالی کی بارگاہ میں اس قدر پسندیدہ اور محبوب ہوا کہ وہ ہمیشہ کے لیے طاعت واخلاص کی علامت قرار پایا اور اس عمل کو امت محمدیہ (علی صاحبہا الف صلاۃ وسلام) کے صاحب استطاعت افراد پر رضاء الٰہی کے حصول کے لیے لازم کردیا گیا۔

قربانی کی اسی اہمیت کے پیش نظر بندہ نے زیر نظر کتاب ترتیب دی ہے جس میں آسان اسلوب اور سہل انداز میں قربانی کی مبادیات اور اس کے ضروری فروعی مسائل پر قرآن مجید، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہی کتابوں کی روشنی میں مدلل بحث کی گئی ہے اور قربانی سے متعلق تقریبا تمام ضروری مسائل کو شرعی اور فقہی نصوص سے مزین کر کے پیش کیا گیا ہے۔واضح ہو کہ احادیث کا حوالہ دیتے وقت ''جامع الکتب التسعہ'' (موبائل ایپ) کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور اسی کی ترقیم کے مطابق حدیث نمبر لکھا گیا ہے، اور فقہی کتابوں کا حوالہ دیتے وقت حتی المقدور عربی فتاوی کی بنیادی کتابوں کو مقدم رکھا گیا ہے، نیز اخیر میں ''اہم مصادر ومراجع'' کے عنوان سے ان کتابوں کا نام مع مطبع کے ذکر کردیا گیا ہے، تاکہ حوالہ دیکھتے وقت قارئین کو کسی قسم کی دشواری نہ ہو، اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبولیت، میرے لئے نجات کا ذریعہ اور امت مسلمہ کے لئے مفید بنائے، آمین یارب العالمین!

مولانا و مفتی رضوان نسیم قاسمی
فیض پور، عرف گھورا، روتہٹ نیپال
استاذ فقہ وافتا معہد الدراسات العلیا، پھلواری شریف پٹنہ
انڈین نمبر: 8986305186، نیپالی نمبر: 9809191037

پہلا باب

قربانی سے متعلق بنیادی مسائل

قربانی کی لغوی واصطلاحی تعریف

اردو زبان میں جس عمل کے لیے قربانی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے وہ درحقیقت عربی کے لفظ قربان سے ماخوذ ہے جو سلطان کے وزن پر ہے، اور شرعی اصطلاح میں قربان ہر اس عمل کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ اللہ تعالی کا تقرب حاصل کیا جائے، خواہ وہ کوئی ذبیحہ ہو یا صدقہ وخیرات ہو(۱) البتہ عرف عام میں جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے عموماً جانور کا ذبیحہ ہی مراد ہوتا ہے۔(۲)

قرآن مجید میں بھی دو مواقع پر لفظ قربان کا استعمال ذبیحہ کے لیے ہوا ہے:

---

(۱) امام ابوبکر جصاص رازی فرماتے ہیں: **والقربان ما یقصد به القرب من رحمة الله تعالى من أعمال البر.** (أحكام القرآن للجصاص، دار احياء التراث العربي: ٤/٤٤) ''قربان ہر اس نیک کام کو کہا جاتا ہے جس کا مقصد اللہ تعالی کی رحمت سے قرب حاصل کرنا ہو''۔ تفسیر ابی السعود میں ہے: **ألقربان اسم لما يتقرب به الى الله تعالى من نسك أو صدقة.** (تفسير ابی السعود، تفسير سورة المائدة: ٢/٣٩) ''قربان ہر اس عمل کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالی کا تقرب حاصل کیا جائے، خواہ وہ ذبیحہ ہو یا صدقہ وخیرات''۔ دائرۃ معارف القرآن میں ہے: **والقربان فى الاصطلاح الدينى هو مايبذله الانسان من الاشياء أو الحيوانات قاصدا به التقرب الى الله.** (دائرة معارف القرآن: ٧/٧٣٦) ''دین کی اصطلاح میں قربان اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کو انسان اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرنے کے لیے خرچ کرتا ہے، خواہ وہ کوئی حیوان ہو یا کوئی اور چیز''، ان مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ شرعی اصطلاح کے اعتبار سے قربان کا اطلاق ان تمام اعمال پر کیا جاتا ہے جن کے ذریعہ اللہ تعالی کی رضا وخوشنودی مطلوب ہو۔

(۲) امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں: **وصار فى التعارف اسما للنسكية التي هي الذبيحة.** (مفردات الفاظ القرآن: ٦٦٤) ''اور عرف عام میں یہ لفظ ذبیحہ کے لیے استعمال ہونے لگا ہے''۔

سورۂ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے:

أَلَّذِيْنَ قَالُوا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَا أَنْ لانُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَأتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَأكُلُهُ النَّارُ. (سورة آل عمران:۱۸۳)

یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے وعدہ لیا ہے کہ کسی پیغمبر پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہمارے پاس ایسی قربانی لیکر نہ آئے جسے آگ کھا جائے۔

سورۂ مائدہ میں ارشاد خداوندی ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَى آدَمَ بِالْحَقِّ،اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الآخَرِ. (سورة المائدة:۲۷)

اوران کے سامنے آدم کے دوبیٹوں کا واقعہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناؤ، جب ان دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی تھی اور ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔

مذکورہ دونوں آیتوں میں لفظ قربان کا استعمال جانور کی قربانی کے لیے ہوا ہے، اس کے علاوہ ذبیحہ کے لیے دواور الفاظ بھی مستعمل ہوتے ہیں، ان میں سے پہلا لفظ ''نحر'' اور دوسرا لفظ ''اضحیہ'' ہے، سورۂ مائدہ میں ارشاد خداوندی ہے:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ. (سورة الكوثر:۲)

لہذا! تم اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھواورقربانی کرو۔

صحیح قول کے مطابق اس آیت میں ''وَانْحَرْ'' سے قربانی کرنا مراد ہے۔(۱)

---

(۱) **والصحيح القول الاول أن المراد بالنحر ذبح المناسك.** (تفسير ابن كثير، مكتبه دار ابن الجوزيه:۶۷۴/۷) **وقال قتادة و عطاء وعكرمة:((فصل لربك))صلاة العيد يوم النحر((وانحر))نسكك،وقال انس:كان النبى صلى الله عليه وسلم ينحر ثم يصلى،فأمر أن يصلى ثم ينحر۔**(تفسير قرطبى:۵۲۳/۲۲)

اضحیہ کی لغوی واصطلاحی تعریف

لغت میں اضحیہ سے مراد ہر وہ جانور ہے جس کو تقرب کی نیت سے ایام النحر میں چاشت کے وقت ذبح کیا جائے ، پھر اس لفظ کے استعمال میں عموم ہوا، حتی کہ اس کا اطلاق ہر اس جانور پر کیا جانے لگا جس کو تقرب کی نیت سے قربانی کے ایام میں ذبح کیا جائے ،خواہ جس وقت بھی ذبح کیا جائے۔ (۱)

اور شریعت کی اصطلاح میں اضحیہ اس مخصوص جانور کا نام ہے جس کو مخصوص وقت میں تقرب کی نیت سے ذبح کیا جائے۔ (۲)

اس تعریف میں مخصوص جانور سے قربانی کا جانور اور مخصوص وقت سے قربانی کے ایام واوقات مراد ہیں۔

واضح ہو کہ جس مخصوص جانور کو ایام قربانی میں تقرب کی نیت سے ذبح کیا جائے اسے اضحیہ اور اس عمل (یعنی قربانی کے عمل) کو تضحیہ کہا جاتا ہے۔ (۳)

---

(۱) هی لغة:اسم لما یذبح أیام الاضحی...وفی المغرب:یقال:ضحی اذا ذبح الاضحیة وقت الضحی،هذا أصله،ثم کثر حتی قیل:ضحی فی أی وقت کان من أیام التشریق ولو آخر النهار.(الدرالمختار مع رد المحتار:۴۵۲/۹)وهی بضم الهمزة و کسرها:اسم لما یذبح أیام النحر بنیة القربة لله تعالی.(الاختیار لتعلیل المختار:۲۷۳/۴)

(۲) ألاضحیة:اسم لحیوان مخصوص تذبح بنیة القربة فی وقت مخصوص. (البحر الرائق شرح کنز الدقائق:۳۱۷/۸)

(۳) وقال صاحب العنایة:وفی الشریعة عبارة عن ذبح حیوان مخصوص فی وقت مخصوص وهو یوم الاضحی،انتهی،أقول:یرد علی ظاهره أن الاضحیة فی الشریعة عبارة عما یذبح من حیوان مخصوص فی وقت مخصوص لا عن ذبح ذلک الحیوان فی ذلک الوقت،فان هذا معنی التضحیة لا معنی الاضحیة،وقد لوح الیه صاحب الاصلاح والایضاح.(فتح القدیر،مکتبه تهانوی دیوبند:۵۱۸/۹)

قربانی کی مشروعیت کا ثبوت

قربانی اسلامی عبادات میں سے ایک عظیم عبادت اور شعائرِ اسلام میں سے ایک اہم شعار ہے، جس کی مشروعیت قرآن، حدیث اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔

قرآن سے قربانی کا ثبوت

قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ. (۱) لہذا! تم اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

اس آیت میں نماز سے عیدالاضحیٰ کی نماز اور نحر سے قربانی کرنا مراد ہے، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عطاء الخراسانی، حضرت مجاہد، حضرت عکرمہ، حضرت حسن بصری، حضرت قتادہ، حضرت محمد بن کعب القرظی، حضرت ضحاک، حضرت اسماعیل بن ابی خالد اور عام مفسرین کا یہی قول ہے، نیز مشہور مفسر علامہ ابن کثیر نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔ (۲)

حدیث سے قربانی کا ثبوت

قربانی کا ثبوت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل دونوں سے ملتا ہے، چنانچہ ذیل میں دونوں طرح کی احادیث نقل کی جاتی ہیں:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے:

---

(۱) سورة الكوثر، رقم الآية: ۲

(۲) قال ابن عباس: وعطاء و مجاهد و عكرمة و الحسن يعنى بذلك نحر البدن ونحوها، وكذا قال قتادة ومحمد بن كعب القرظى والضحاك والربيع والعطاء الخراسانى والحكم و اسماعيل بن ابى خالد وغير واحد من السلف.....الصحيح القول الاول أن المراد بالنحر ذبح المناسك. (تفسير ابن كثير: ۶۷۳/۷-۶۷۴، تفسير قرطبى: ۵۲۳/۲۲)

أقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِينَ،يُضَحِّيْ كُلَّ سَنَةٍ.(سنن ترمذی:١٥٠٧)

ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں دس سال تشریف فرما رہے اور ہر سال قربانی کرتے رہے۔

۲۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحِّ فَلا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا.

(ابن ماجه:باب الاضاحی:٣١٢٣)

ترجمہ:جو شخص قربانی کی وسعت رکھے، پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہرگز ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

اجماع امت سے قربانی کا ثبوت

عہد رسالت سے لیکر اب تک قربانی کی مشروعیت پر پوری امت کا اجماع رہا ہے، نیز اس پر بھی اتفاق رہا ہے کہ اس کی مشروعیت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سے ثابت ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں بغیر کسی نکیر اور بغیر کسی اختلاف کے پوری امت اس پر عمل پیرا رہی ہے۔

مشہور حنبلی فقیہ علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں:

> ”قربانی کی دلیل کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت ہے، کتاب اللہ میں اس کی دلیل اللہ تعالی کا قول ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ ہے، بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس سے مراد عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد قربانی کرنا ہے ـــــ اور قربانی کی مشروعیت پر عام مسلمانوں کا اتفاق ہے“۔(۱)

---

(۱) الاصل فی مشروعية الاضحية الكتاب والسنة والاجماع،أما الكتاب فقول الله سبحانه فصل لربک وانحر،قال بعض أهل التفسير المراد به الاضحية بعد صلوة العيد ....وأجمع المسلمون على مشروعية الاضحية.(المغنی لابن قدامه،دار عالم الکتب ریاض:١٣/٣٦٠)

قربانی کی فضیلت

قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم سنت، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل اور مسلمانوں کی اجتماعی عبادت ہے، اسی لئے مذہب اسلام میں اس کو خصوصی حیثیت حاصل ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام النحر میں قربانی کرنے کے عمل کو سب سے بہترین عمل قرار دیا اور وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والے کے لیے سخت وعید بیان کی، جس سے قربانی کی عظمت واہمیت معلوم ہوتی ہے، ذیل میں اس سلسلہ کی چند احادیث نقل کی جاتی ہیں:

۱۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"آدمی کا کوئی بھی عمل جو قربانی کے دن کیا جائے اللہ تعالی کے نزدیک جانور کا خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے، بلاشبہ قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کو لیکر آئے گا، بلاشبہ جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالی کے نزدیک مقبول ہوجاتا ہے، لہذا تم خوش دلی سے قربانی کیا کرو"۔ (۱)

۲۔ حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا:

"اے اللہ کے رسول ﷺ! ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے والد (یعنی جد امجد) حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی سنت ہے، صحابۂ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے اس میں کیا فائدہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (قربانی کے جانور کے) ہر ہر بال کے بدلہ میں ایک نیکی ہے،

---

(۱) عن عائشة أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: مَا عَمِلَ آدمِیٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ، اِنَّهُ لَيَأْتِی يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا، وَاَشْعَارِهَا، وَاَظْلَافِهَا، وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَقَعَ مِنَ الاَرْضِ، فَطِيْبُوا بِهَا نَفْسًا.

(سنن الترمذی: ۱۴۹۳، سنن ابن ماجه: باب ثواب الاضحية: ۳۱۲۶)

صحابۂ کرام نے عرض کیا: اور اون (یعنی دنبہ اور بھیڑ کے بال) کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اون کے بھی ہر بال (یعنی ہر ریشہ) کے بدلہ میں ایک نیکی ہے''۔ (١)

٣۔ حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

''اے فاطمہ! اپنی قربانی (کے جانور) کے پاس کھڑی ہوجایئے اور (ذبح ہوتے ہوئے) اسے دیکھئے، کیوں کہ آپ کے لیے ہر اس قطرہ کے بدلہ میں جو اس کے خون میں سے ٹپکے گا آپ کے گزشتہ گناہوں میں سے ایک گناہ معاف کردیا جائے گا، حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ فضیلت ہم اہل بیت کے لیے خاص ہے یا ہمارے لیے اور سب مسلمانوں کے لئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ فضیلت ہمارے لیے اور سب مسلمانوں کے لیے ہے''۔ (٢)

٤۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس آدمی کو وسعت ہو (یعنی وہ صاحب نصاب ہو) اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہرگز ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے''۔ (٣)

---

(٢) عن زيد بن أرقم: قال: قال أصحابُ رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يارسولَ اللّٰه! ما هٰذِه الاضَاحِي؟ قال: سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْراهيم. قالُوا: فَمَا لَنَا فِيها يارسُولَ اللّٰه؟ قال: بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ. قالُوا: فالصُّوْفُ يا رَسُولَ اللّٰه؟ قال: بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوفِ حَسَنَةٌ.

(سنن ابن ماجه: باب ثواب الاضحية: ٣١٢٧)

(٢) عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لفاطمه: يا فاطمة! قومي الى أضحيتكِ فاشهَديها، فان لكِ بكل قطرة تقطُر من دمها يُغفَر لكِ ما سلف من ذنوبكِ، قالت: يا رسول اللّٰه! هذا لنا أهلَ البيت خاصة أو لنا و للمسلمين عامة؟ قال: بل لنا وللمسلمين عامة. (المستدرك على الصحيحين، دارالتاصيل: ٧٧٣٢:٤٠٨/٧)

(٣) عن أبي هريرة أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: مَنْ كانَ لَهُ سَعَةٌوَلَمْ يُضَحِّ فَلا يَقْرَبَنَّ مُصَلانَا. (سنن ابن ماجه: باب الاضاحي: ٣١٢٣)

قربانی کی مشروعیت کی حکمتیں

قربانی میں درج ذیل حکمتیں پوشیدہ ہیں:

۱۔ قربانی کے عمل سے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی یاد تازہ ہوتی ہے اور ان کی زندگی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں اپنی جان اور مال کی پرواہ کیے بغیر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اس کی محبت کو دنیا کی تمام محبتوں اور رشتوں پر غالب رکھنا چاہیے، اس کی بارگاہ میں سب کچھ لٹانے اور ہر چیز کو فناء کرنے کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے، اس کے راستہ میں ہر طرح کی قربانیوں، آزمائشوں، مصیبتوں، مشقتوں اور پریشانیوں کو خندہ دلی کے ساتھ برداشت کرنا چاہیے۔ (۱)

۲۔ جو لوگ حج کرنے جاتے ہیں وہ دسویں ذی الحجہ کو منیٰ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قربانی کرتے ہیں، تو جو لوگ وہاں نہیں جا سکے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ وہ قربانی کر کے ان حاجیوں کی مشابہت اختیار کریں، تاکہ ان کے دلوں میں بھی حج کا شوق و ذوق پیدا ہو۔ (۲)

۳۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو زندگی عطا کی ہے اس کے شکر کی ادائیگی کا ایک طریقہ قربانی بھی ہے؛ کیوں کہ قربانی کے ایام میں ہر مسلمان کے پاس گوشت زیادہ

---

(۱) أما حكمة مشروعيتها: فهي شكر الله تعالى على نعمة الحياة، واحياء سنة سيدنا ابراهيم الخليل عليه الصلاة والسلام حين أمره الله عز اسمه بذبح الفداء عن ولده اسماعيل عليه الصلاة والسلام في يوم النحر، وأن يتذكر المومن أن صبر ابراهيم و اسماعيل عليهما السلام وايثارهما طاعة الله ومحبته على محبة النفس والولد كانا سبب الفداء ورفع البلاء، فاذا تذكر المؤمن ذلك اقتدى بهما في الصبر على طاعة الله وتقديم محبته عزوجل على هوى النفس وشهوتها. (الموسوعة الفقهية: ٧٦/٥)

(۲) وفيه تشبه بالحاج وتنويه بهم وشوق لما هم فيه، ولذلك سن التكبير.

(حجة الله البالغة للدهلوي، دار الجيل بيروت لبنان: ٤٨/٢)

مقدار میں ہوا کرتا ہے، جس کی وجہ سے انسان اپنے بال بچے، اپنے والدین، اپنے بھائی بہن، اپنے رشتہ دار، اپنے پڑوسی واحباب اور فقیروں کے ساتھ فراخ دلی سے کام لیتا ہے اور ان کے درمیان گوشت تقسیم کرتا ہے اور درحقیقت ان سب چیزوں کو ایک مسلمان اپنی زندگی کے شکرانہ کے طور پر انجام دیتا ہے۔ (۱)

قربانی خالص مالی عبادت ہے

عبادت ان اقوال وافعال اور ظاہری و باطنی اعمال کا نام ہے جن کو اللہ تعالی پسند کرتے اور جن سے خوش ہوتے ہیں، یا یوں کہئے کہ عبادت اس فعل کا نام ہے جس کو بندہ اللہ تعالی کے حکم سے اس کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے۔ (۲)

پھر جن اعمال کو بندہ اللہ تعالی کی رضاء کے لیے کرتا ہے، ان کی کئی قسمیں ہیں:

(۱) بعض اعمال ایسے ہیں جن کو انجام دینے میں انسان کو جسمانی طور پر تو محنت کی ضرورت پڑتی ہے لیکن ان میں مال خرچ نہیں ہوتا ہے، یعنی وہ خالص بدنی عبادت ہیں، جیسے: نماز، روزہ، وضواور غسل وغیرہ۔

(۲) بعض اعمال ایسے ہیں جن کو انجام دینے میں جسمانی محنت کی ضرورت نہیں ہوتی ہے، بلکہ ان میں انسان کا صرف مال خرچ ہوتا ہے، یعنی وہ خالص مالی عبادت ہیں، جیسے صدقہ، زکوۃ، کفارات اور نذر وغیرہ۔

(۳) بعض اعمال ایسے ہیں جن میں انسان کا مال بھی خرچ ہوتا ہے اور ان کو انجام دینے میں جسمانی مشقتیں بھی ہوتی ہیں، جیسے حج کرنا۔

---

(۱) الموسوعة الفقهية:۵/۷٦

(۲) **العبادةاسم لما يحبه اللّٰه ويرضاه من الأقوال،والافعال،والاعمال الظاهرة والباطنة.** (الموسوعة الفقهية:۲۹/۲۵٦) **العبادةاسم لفعل يأتيه العبد باختياره خالصا للّٰه تعالىٰ بأمره.** (بدائع الصنائع:۲/۱۰٦،دارالمعارف ديوبند)

مذکورہ بالا اقسام میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی دوسری قسم کی عبادتوں میں سے ہے، یعنی قربانی خالص مالی عبادت ہے؛ کیوں کہ قربانی کرنے میں انسان کا صرف مال خرچ ہوتا ہے، اس کو انجام دینے کے لئے جسمانی محنت کی ضرورت پیش نہیں آتی ہے۔ (۱)

پھر خالص مالی عبادت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مالی عبادتوں میں سے بعض عبادتوں میں تملیک کا معنی پایا جاتا ہے، یعنی مال سے اللہ کی رضا اس وقت حاصل ہوتی ہے جب اس مال کا کسی کو مالک بنادیا جائے، جیسے زکوۃ اور صدقۃ الفطر وغیرہ۔

(۲) بعض مالی عبادتوں میں اتلاف کا معنی پایا جاتا ہے یعنی مال کا کسی کو مالک بنانے کی ضرورت نہیں پڑتی ہے، بلکہ اپنی ملکیت سے اس مال کو ختم کرتے ہی اللہ کی رضا نصیب ہوجاتی ہے، جیسے غلام آزاد کرنا، اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قربانی وہ عظیم الشان عبادت ہے جس میں مالی قربت کی یہ دونوں شکلیں موجود ہیں، کیوں کہ قربانی کرنے والا اپنے مال (جانور) کو ذبح کرکے بظاہر پہلے اسے تلف اور ضائع کرتا ہے اور اسی عمل سے وہ اللہ کی رضا بھی حاصل کرلیتا ہے، پھر اس کے بعد اس جانور کے گوشت کو فقیروں اور مسکینوں میں صدقہ کرکے انھیں مالک بناتا ہے اور اس کا اسے مستقل ثواب ملتا ہے۔ (۲)

---

(۱) فالعبادة البدنية المحضة كالصلاة والصوم والوضوء والغسل.....أما العبادات المالية المحضة كالصدقة والزكوة والكفارات والنذر والاضحية ونحو ذلك.....واما العبادة المترددة بين المالية والبدنية.....وذلك كالحج. (الموسوعة الفقهية:۲۵۹/۲۹)

(۲) اعلم بأن القرب المالية نوعان: نوع بطريق التمليك كالصدقات و نوع بطريق الاتلاف كالعتق، ويجتمع فى الاضحية معنيان فانه تقرب باراقة الدم وهو اتلاف ثم بالتصدق باللحم وهو تمليك. (المبسوط للسرخسى:۸/۱۲، البحر الرائق:۳۱۷/۸)

قربانی کا شرعی حکم

امام ابوحنیفہ، امام زفر، امام حسن بن زیاد اور حنفیہ کے مفتی بہ قول کے مطابق قربانی واجب ہے، بعض کتابوں میں ہے کہ صاحبین میں سے امام محمد بھی وجوب ہی کے قائل ہیں اور امام ابو یوسف سے دو روایتیں ہیں: ایک روایت وجوب اور دوسری روایت سنت مؤکدہ کی ہے، مگر امام طحاوی کی روایت کے مطابق حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک قربانی واجب اور صاحبین کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے۔ (۱)

جمہور فقہاء (جن میں امام مالک، امام شافعی اور امام احمد وغیرہم بھی شامل ہیں ان سبھوں) کے نزدیک قربانی واجب نہیں بلکہ سنت مؤکدہ ہے۔ (۲)

قربانی کے وجوب کے دلائل:

پہلی دلیل: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا.

(ابن ماجہ: باب الاضاحی: ۳۱۲۳)

ترجمہ: جو شخص قربانی کی وسعت رکھے، پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہرگز ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

وجہ استدلال یہ ہیکہ اگر قربانی واجب نہ ہوتی؛ بلکہ سنت مؤکدہ ہوتی تو قربانی نہ کرنے کی صورت میں اتنی سخت وعید بیان نہ کی جاتی؛ کیوں کہ اتنی سخت وعید تو صرف

---

(۱) أما الوجوب فقول أبی حنیفة و محمد و زفر والحسن واحدی الروایتین عن أبی یوسف، وعنه أنها سنة، ذکره فی الجوامع، وهو قول الشافعی، وذکر الطحاوی أنها علی قول أبی حنیفة واجبة و علی قول أبی یوسف و محمد سنة مؤکدة و هکذا ذکر بعض المشایخ الاختلاف. (الهدایه الی بدایة المبتدی: ۴/۱۹۹)

(۲) ذهب جمهور الفقهاء و منهم الشافعیة والحنابلة و هو أرجح القولین عند مالک واحدی روایتین عن أبی یوسف الی أن الاضحیة سنة مؤکدة. (الموسوعة الفقهیه: ۵/۷۶)

واجب عمل کے ترک پر ہی بیان کی جاتی ہے۔ (۱)

دوسری دلیل: حضرت انسؓ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلاةِ فَلْيُعِدْ. (بخاری: کتاب الاضاحی: ۵۵۶۱)

ترجمہ: جس نے عید کی نماز سے پہلے قربانی کر لی تو وہ دوبارہ قربانی کرے۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ جن صحابۂ کرام نے عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے قربانی کر لی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عید کی نماز کے بعد قربانی کے اعادہ کا حکم دیا اور اعادہ کا حکم دینا یہ وجوب کی علامت ہے۔ (۲)

قربانی کے مسنون ہونے کے دلائل:

پہلی دلیل: حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إذا رأيتُمْ هِلالَ ذى الحِجَّةِ وَأرادَ أحَدُكُمْ أنْ يُضَحِّىَ فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهٖ وَأظْفارِه. (مسلم، کتاب الاضاحی: ۱۹۷۷)

ترجمہ: جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھو اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنا بال اور اپنا ناخن کاٹنے سے رک جائے۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ اگر قربانی واجب ہوتی تو مذکورہ حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ کی تعبیر اختیار نہیں کرتے، بلکہ صاف طور پر یہ حکم دیتے کہ قربانی کرنے والے کو چاہئے کہ وہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد اپنا بال اور ناخن نہ کاٹے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کی تعبیر اختیار فرمائی، اور ارادہ پر کسی چیز کو معلق کرنا اس کام کو کرنے اور نہ کرنے کے درمیان اختیار دینا ہے، پس اس حدیث سے قربانی کی سنیت

---

(۱) **ومثل هذا الوعيد لا يلحق بترك غير الواجب.** (الهداية: ۴/ ۲۰۰، البحر الرائق: ۸/ ۳۱۸)

(۲) **أمر عليه الصلاة والسلام بذبح الاضحية و اعادتها اذا ذبحت قبل الصلاة، وكل ذلك دليل الوجوب.** (بدائع الصنائع: ۶/ ۲۶۶، تكمله فتح الملهم: ۹/ ۴۵۷)

ثابت ہوتی ہے۔ (۱)

مذکورہ دلیل کا جواب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ نصوص شرعیہ میں جہاں بھی ارادہ کی تعبیر اختیار کی جائے وہاں مراد یہ ہو کہ اس کام کو کرنے اور نہ کرنے کے درمیان مکلّف کو اختیار رہے، کیوں کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی عمل واجب ہوتا ہے مگر اس کی بجا آوری کے لیے شریعت میں ارادہ کی تعبیر اختیار کی جاتی ہے، مثلاً حج ایک فرض عمل ہے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ادائیگی کے لیے ارادہ کی تعبیر اختیار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَرادَ الْحجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ. ترجمہ: جو کوئی حج کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ جلدی حج کر لے۔ (ابو داوود، باب تعجیل الحج، ۱۷۳۲)

نیز جمعہ کی نماز صحیح قول کے مطابق فرض عین ہے، مگر اس کی بھی ادائیگی کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی تعبیر اختیار فرمائی ہے، ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ اَرادَ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِل. ترجمہ: جو کوئی جمعہ کی نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ غسل کر لے۔ (اعلاء السنن: ۲۲۲/۱۷)

ان دونوں احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ لفظ ارادہ سے کسی عمل کی ادائیگی کو بیان کرنا اس کے عدم وجوب کی دلیل نہیں ہوتی ہے، اور قربانی کی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کی تعبیر اس لیے اختیار فرمائی، تاکہ بال اور ناخن نہ کاٹنے کے حکم میں وہ شخص بھی شامل ہو جائے جو نفلی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو۔ (۲)

---

(۱) وفی هذا الحديث دليل على عدم وجوب الأضحية، لأنه علقه بالارادة وهو ينافي الوجوب. (البنایہ: ۵/۱۲) ولو كانت الضحية واجبة أشبه أن يقول: فلا يمس من شعره حتى يضحى. (السنن الکبری للبیهقی، دار الکتب العلمیه لبنان: ۴۴۲/۹: ۱۹۰۲۷)

(۲) لأن المراد من أرادها لوجوبها عليه وانما احترز به عمن لم تجب عليه و لم يردها، وانما اختار هذا التعبير ليعم من يريد الأضحية الواجبة أو النافلة. (تکملہ فتح الملهم: ۴۵۸/۹)

دوسری دلیل: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُتِبَ عَلَيَّ النَّحْرُ وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ. (مسند أحمد:۲۹۱۷)

ترجمہ: قربانی مجھ پر فرض کی گئی اور تم لوگوں پر فرض نہیں کی گئی۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ اس حدیث میں صاف لفظوں میں آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ قربانی اس امت پر فرض نہیں ہے، پس قربانی کا سنت ہونا ثابت ہوا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں فرضیت کی نفی کی گئی ہے وجوب کی نفی نہیں کی گئی ہے اور فرض و واجب میں کافی فرق ہے جو اصول فقہ کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے، پس قربانی کے فرض ہونے کی نفی سے اس کے وجوب کی نفی ثابت نہیں ہوئی اور نہ ہی اس حدیث سے قربانی کی سنیت ثابت ہوئی۔ (۱)

تیسری دلیل: ان حضرات کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر قربانی نہیں کرتے تھے، اس خوف سے کہ کہیں عام لوگ اس کو واجب نہ سمجھنے لگیں، تو معلوم یہ ہوا کہ قربانی واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔ (۲)

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں صاحب نصاب نہیں تھے، پس اگر قربانی کرتے تو عام مسلمانوں کو یہ شبہ ہوتا کہ قربانی مالدار اور غریب سب پر واجب ہے، اسی شبہ کے ازالہ کے لیے یہ دونوں حضرات قربانی نہیں کرتے تھے۔ (۳)

---

(۱) وأما قوله و لم تكتب عليكم، قلنا نفى الكتابة نفى الفرضية، لان المراد من الكتابة الفرض... فكان النصُ ينفي الفرضية ونحن نقول به، انما الكلام في نفي الوجوب. (الاختيار لتعليل المختار:۴/۲۷۴، المبسوط:۸/۱۲)

(۲) وعن أبي بكر و عمر أنهما كانا لايضحيان مخافة أن يراها الناس واجبة. (الاختيار لتعليل المختار:۴/۲۷۴)

(۳) وابوبكر و عمر كانا فقيرين، فخافا أن يظنها الناس واجبة على الفقراء، على أنها مسألة مختلفة بين الصحابة، فلا احتجاج بقول البعض على البعض. (الاختيار لتعليل المختار:۴/۲۷۴)

قربانی کے ایام واوقات

جمہور فقہاء کرام کے نزدیک قربانی کے ایام تین ہیں، اور وہ دسویں، گیارہویں اور بارہویں ذی الحجہ ہے، صحابۂ کرام میں سے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ وغیرہم کے آثار سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے۔ (۱)

قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ کی طلوع صبح صادق سے شروع ہوکر بارہویں ذی الحجہ کا سورج غروب ہونے تک رہتا ہے، دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق سے پہلے اور بارہویں ذی الحجہ کا سورج غروب ہونے کے بعد قربانی کرنا جائز نہیں ہے، واضح ہو کہ ان ایام میں دن اور رات کے کسی بھی حصہ میں قربانی کرنا بلا کراہت جائز ہے، البتہ اگر رات میں روشنی کا انتظام نہ ہو جس کی وجہ سے ذبح کرنے میں دشواری ہو سکتی ہو تو پھر رات میں قربانی کرنا مکروہ ہے۔ (۲)

ان تین ایام میں سے پہلا دن یعنی دسویں ذی الحجہ قربانی کے لئے سب سے بہتر دن ہے، پھر گیارہویں ذی الحجہ، اس کے بعد بارہویں ذی الحجہ، اس لئے یوم النحر ہی کو قربانی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ (۳)

---

(۱) وتختص بأيام النحر و هی ثلاثة: عاشر ذی الحجة، وحادی عشرہ، وثانی عشرہ، افضلها اولها، لما روی عن عمر و علی و ابن عباس و ابن عمر و انس و ابی هريرة انهم قالوا: أيام النحر ثلاثة: أفضلها أولها. (الاختيار لتعليل المختار: ۲۷۸/۴)

(۲) وأما وقت الوجوب فأيام النحر، فلاتجب قبل دخول الوقت... وأيام النحر ثلاثة أيام: يوم الأضحى، وهواليوم العاشر من ذی الحجه، والحادی عشر والثانی عشر، وذلك بعد طلوع الفجر من اليوم الأول إلى غروب الشمس من الثانی عشر. (بدائع الصنائع: ۲۷۳/۶) ويجوز الذبح فی لياليها، الا انه يكره لاحتمال الغلط فی ظلمة الليل. (الهدايه الی بداية المبتدی: ۲۰۶/۴)

(۳) أفضلها أولها، ثم الثانی ثم الثالث. (فتاوی شامی: ۴۵۸/۹)

قربانی میں مقام مضحی کا اعتبار ہوگا یا مقام اضحیہ کا؟

مقام مضحی اور مقام اضحیہ (۱) اوران کے اوقات اگر مختلف ومتفاوت ہوں، یعنی ایک مقام میں قربانی کا وقت ہواور دوسرے مقام میں قربانی کا وقت نہ ہو، تو بہت سے علماء کرام صرف مقام اضحیہ میں وقت کے موجود ہونے کا اعتبار کرتے ہیں، مگر محقق اور صحیح قول یہ ہے کہ قربانی کی صحت کے لیے مقام مضحی اور مقام اضحیہ دونوں جگہ قربانی کے وقت کا موجود اور باقی ہونا ضروری ہے۔ (۲)

مقام مضحی اور مقام اضحیہ میں تفاوت کی درج ذیل چار صورتیں بنتی ہیں:

۱۔ مقام مضحی (جس شخص کی طرف سے قربانی کی جارہی ہواس کے مقام) میں ۱۰ ر ذی الحجہ کی صبح صادق نہ ہوئی ہو، لیکن مقام اضحیہ (جہاں قربانی کی جارہی ہواس مقام) میں ۱۰ ر ذی الحجہ کی صبح صادق ہوچکی ہو، تو جب تک مقام مضحی میں بھی طلوع فجر نہ ہوجائے (اور اگر مقام اضحیہ شہر ہے تو جب تک وہاں کسی ایک جگہ عید کی نماز نہ ہوجائے) اس وقت تک قربانی کرنا درست نہیں ہے۔ (۳)

مسئلہ: قربانی کا سبب وجوب وقت ہے، جو یوم النحر کی طلوع صبح صادق سے شروع ہوکر بارہ ذی الحجہ کا سورج غروب ہونے تک رہتا ہے، اور شرط وجوب چھ ہیں جو صفحہ نمبر (۲۷) پر مذکور ہیں اور وقت سبب وجوب ہونے کے ساتھ ساتھ شرط اداء بھی ہے، نیز شہر میں کسی ایک جگہ عید کی نماز کا ہونا ایک اضافی شرط ادا ہے اور یہ شرط ادا صرف شہری کے لیے ہے، دیہاتی کے لیے نہیں ہے، اور اس شرط اداء کے سلسلہ میں مکان اضحیہ کا اعتبار ہوگا مکان مضحی کا نہیں۔ (مستفاد از فتاوی قاسمیہ: ۲۲/۲۰۰۔۲۴۲، ذوالحجہ کے فضائل واحکام: ۷۳)

(۱) مقام مضحی سے وہ جگہ مراد ہے جہاں وہ آدمی موجود ہو جس کے نام سے قربانی کی جارہی ہے اور مقام اضحیہ سے وہ جگہ مراد ہے جہاں قربانی کی جارہی ہے۔

(۲) مستفاد از شرائط التضحیۃ فی اوقات الاضحیہ: ۸۷، فتاوی قاسمیہ: ۲۲/۲۰۲۔۲۴۲

(۳) کیوں کہ جب تک مقام مضحی میں یوم النحر کی طلوع فجر نہ ہوگی اس وقت تک مضحی کے حق میں سبب وجوب (یعنی قربانی کے واجب ہونے کا سبب جو کہ ایام النحر کا وقت ہے) متحقق نہیں ہوگا اور جب سبب وجوب نہیں پایا گیا تو خود سے یا کسی کو وکیل بنا کر قربانی کرنا بھی درست نہیں ہوگا، اور شہر میں عید کی نماز کا ہونا ایک اضافی شرط ہے جو قربانی کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے، لہذا جب تک مقام اضحیہ میں عید کی نماز نہ پڑھ لی جائے اس وقت تک وہاں قربانی کی ادائیگی بھی درست نہ ہوگی، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

۲۔ مقام مضحی میں ۱۰/ذی الحجہ کی صبح صادق ہوچکی ہو،لیکن مقام اضحیہ میں نہ ہوئی ہو،تو جب تک مقام اضحیہ میں بھی صبح صادق نہ ہوجائے اور اگر مقام اضحیہ کوئی شہر ہے تو جب تک وہاں کسی ایک جگہ عید کی نماز نہ ہوجائے اس وقت تک قربانی کرنا درست نہیں ہے۔ (۱)

۳۔ مقام مضحی میں ۱۲/ذی الحجہ کا سورج غروب ہوچکا ہو،لیکن مقام اضحیہ میں سورج غروب نہ ہوا ہو،تو مقام اضحیہ میں قربانی کرنا درست نہیں ہے (۲) لیکن اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے فیصلہ کے مطابق اس صورت میں قربانی درست ہوجائے گی۔

۴۔ مقام مضحی میں ۱۲/ذی الحجہ کا سورج ابھی غروب نہ ہوا ہو،لیکن مقام اضحیہ میں سورج غروب ہوچکا ہو تو مقام اضحیہ میں قربانی کرنا درست نہیں ہے، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کا بھی یہی فیصلہ ہے۔ (۳)

---

(۱) کیوں کہ اگرچہ مضحی کے حق میں سبب وجوب متحقق ہوچکا ہے،لیکن قربانی کی ادائیگی کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ قربانی وقت کے اندر کی جائے جو موجودہ صورت میں نہیں پائی جارہی ہے، نیز شہر میں عید کی نماز کا ہونا ایک اضافی شرط ہے جو قربانی کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے،لہذا مقام اضحیہ میں قربانی کے عمل کی ادائیگی کے درست ہونے کے لئے وقت اور عید کی نماز دونوں کا پایا جانا ضروری ہوگا۔

(۲) کیوں کہ مضحی کے حق میں شرط اداء (قربانی ایام النحر میں کی جائے اس شرط) کے نہ پائے جانیکی وجہ سے قربانی اس کے ذمہ قضاء ہوگئی، پس اب اراقۂ دم جائز نہیں ہے، بلکہ اس کے بجائے متوسط درجہ کی ایک بکری یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا لازم ہوگا۔

(۳) کیوں کہ قربانی کرنے والے کے حق میں گرچہ سبب وجوب متحقق ہے، اور اس کے حق میں قربانی قضاء نہیں ہوئی ہے،لیکن جہاں قربانی کی جارہی ہے وہاں قربانی کے ایام نہ ہونے کی وجہ سے قربانی کی ادائیگی کی جو ایک اہم شرط ہے- کہ قربانی وقت کے اندر کی جائے- وہ شرط اداء فوت ہوچکی ہے، اس لیے اس صورت میں بھی قربانی درست نہیں ہوگی۔

تفصیل کے لئے دیکھیں: شرائط التضحیہ فی اوقات الاضحیہ، مرتب: مفتی رضوان صاحب راولپنڈی: ۵۔۷۔۸۷، نئے مسائل اور اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے فیصلے، سن طباعت: ۲۰۱۲، صفحہ: ۹۲

قربانی کے واجب ہونے کی شرطیں

قربانی کے واجب ہونے کی ۶ ؍شرطیں ہیں:

(۱) مسلمان ہونا (۲) عقلمند ہونا

(۳) بالغ ہونا (۴) آزاد ہونا

(۵) مقیم ہونا (۶) مالدار ہونا

ان شرائط کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے:

پہلی شرط:

قربانی ایک عظیم الشان عبادت ہے اور عبادت کی ادائیگی کے لیے اہلیت کا ہونا ضروری ہے جو غیر مسلم میں نہیں پائی جاتی، پس اس پر قربانی واجب نہیں ہے۔ (۱)

دوسری شرط:

امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک عقل و بلوغ قربانی کے شرائطِ وجوب میں سے نہیں ہیں، لہذا ان کے نزدیک پاگل پر بھی قربانی واجب ہے اگر وہ مالدار ہو، چنانچہ اس کی طرف سے اس کا ولی اس کے مال میں سے قربانی کرے گا، اور امام محمد کے نزدیک یہ دونوں شرائط وجوب میں سے ہیں، لہذا ان کے نزدیک پاگل پر قربانی واجب نہیں ہے اور نہ ہی ولی کو یہ اختیار حاصل ہے۔ (۲)

---

(۱) فلا تجب علی الکافر، لانها قربة والکافر لیس من اهل القرب. (بدائع الصنائع: ۲۶۸/۶)

(۲) وأما البلوغ والعقل فلیسا من شرائط الوجوب فی قول أبی حنیفة و أبی یوسف، وعند محمد وزفر هما من شرائط الوجوب حتی تجب الاضحیة فی مال الصبی والمجنون اذا کانا موسرین عند ابی حنیفة و ابی یوسف، حتی لو ضح الاب او الوصی من مالهما لایضمن عندهما و عند محمد و زفر یضمن.

(بدائع الصنائع: ۲۷۱/۶، فتاوی شامی: ۴۵۸/۹، البنایه شرح الهدایه: ۱۳/۱۲)

تیسری شرط:

نابالغ پر قربانی کے وجوب اور عدم وجوب کے سلسلہ میں ائمۂ احناف سے مختلف اقوال مروی ہیں، ان میں سب سے اصح، راجح اور مفتی بہ قول یہ ہے کہ نابالغ خواہ صاحب نصاب ہو یا نہ ہو، بہر دوصورت اس پر قربانی واجب نہیں ہے، نیز ان دونوں صورتوں میں نابالغ کے اولیاء پر اس کی طرف سے اپنے مال یا نابالغ کے مال سے قربانی کرنا واجب نہیں ہے، یہی قول معتمد علیہ ہے۔(۱)

---

(۱) وأما الأب فليس عليه أن يضحي عن ولده الصغار في ظاهر الرواية،وروى الحسن عن أبي حنيفة أن ذلك عليه كصدقة الفطر،لأنه جزء منه،فكما يلزمه أن يضحي عن نفسه عند يساره فكذلك عن جزئه،وجه ظاهر الرواية أن مالا يلزمه عن مملوكه لايلزمه عن ولده، كسائر القرب،بخلاف صدقة الفطر،وهذا لأن كل واحد منهما كسبه،ولو كانت التضحية عن أولاده واجبة لأمر بها رسول الله صلى الله عليه وسلم،ونقل ذلك كما أمر بصدقة الفطر،وان كان للصبي مال،فقال بعض مشائخنا:على الأب والوصي أن يضحي من ماله عند أبي حنيفة على قياس صدقة الفطر،والأصح أنه لايجب ذلك،وليس له أن يفعله من ماله،لأنه إن كان المقصود ألإتلاف فالأب لايملكه في مال الولد كالعتق،وإن كان المقصود ألتصدق باللحم بعد إراقة الدم فذك تطوع غير واجب،ومال الصبي لايحتمل صدقة التطوع.(المبسوط للسرخسي:۱۲/۱۱)إن كان للصغير مال يضحي عنه أبوه من ماله أو وصيه من ماله عند أبي حنيفة،وقال محمد و زفر والشافعي:من مال الأب،لأن الإراقة إتلاف و الأب لا يملكه في مال الصغير كالإعتاق،والأصح أنه يضحي من ماله و يأكل منه ما أمكن و يبتاع بما بقي ما ينتفع بعينه،كذا ذكره صاحب الهدايه.وفي الكافي:ألأصح أنه لا يجب ذلك،وليس للأب أن يفعله من مال الصغير.(البحر الرائق:۳۱۹/۸)لأن القربة في الأضحية هي إراقة الدم و أنها إتلاف،ولا سبيل إلى إتلاف مال الصغير،والتصدق باللحم تطوع و لايجوز ذلك في مال الصغير،والصغير في العادة لا يقدر على أن ياكل جميع اللحم و لايجوز بيعه،فلا سبيل للوجوب رأسا.(بدائع الصنائع:۲۷۱/٦)

أنظر أيضا:شامي:۴۵۸/۹،الاختيار:۲۷۵/۴،الهدايه:۲۰۱/۴،تاتارخانيه:۴۰۷/۱۷،قاضي خان:۲۴۳/۳

چوتھی شرط:

قربانی ایک مالی عبادت ہے جس کا تعلق مالداری سے ہے اور غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا، اس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ سب اس کے آقا کا ہوتا ہے، اس لیے غلام پر قربانی واجب نہیں ہے۔ (۱)

پانچویں شرط:

مسافر پر قربانی واجب نہ ہونے کی حکمت یہ ہے کہ قربانی ایسی عبادت ہے جس میں صرف مخصوص جانوروں کو ذبح کرنے کی اجازت ہوتی ہے، نیز اس کے اوقات بھی متعین ہوتے ہیں، چنانچہ اگر مسافر پر قربانی کو واجب قرار دیا جاتا تو اسے سفر کی حالت میں مقررہ وقت میں مخصوص جانور کو ڈھونڈھنے میں کافی مشقت ہوتی، اس لئے اس مشقت اور تنگی کو دور کرنے کے لئے مسافر پر قربانی کو واجب نہیں کیا گیا۔ (۲)

چھٹی شرط:

قربانی ایسی عبادت ہے جس کی ادائیگی کے لیے غیر معمولی مال کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے شریعت نے صرف مالدار مسلمانوں کے لیے قربانی کو ضروری قرار دیا اور فقیر مسلمانوں سے اس کو معاف کر دیا۔ (۳)

---

(۱) قید بالحر، لانه عبادة مالية، فلا تجب على العبد، لانه لايملك ولو ملك. (بحر: ۳۱۸/۸)

(۲) وانما لم تجب على المسافر، لانها اختصت باسباب يشق على المسافر تحصيلها، وتفوت بمضى الوقت فلم تجب كالجمعة. (الاختيار لتعليل المختار: ۲۷۵/۴، بدائع الصنائع: ۲۶۹/۶)

(۳) وبالغنى، لقوله عليه السلام ((لا صدقة الا عن ظهر غنى)) والمراد الغنى المشروط لوجوب صدقة الفطر. (الاختيار لتعليل المختار: ۲۷۵/۴) وباليسار، لانها لا تجب الا على القادر و هو الغنى دون الفقير. (تكمله البحر الرائق: ۳۱۸/۸) ومنها الغنى، لما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال ((من وجد سعة فليضح)) شرط عليه الصلاة والسلام السعة وهى الغنى. (بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، دار المعارف ديوبند: ۲۷۰/۶)

قربانی کا مالی نصاب

جس مرد یا عورت کی ملکیت میں (دوسو درہم، یا بیس دینار، یا) ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنی مالیت کے بقدر نقد رقم، یا تجارتی سامان یا حاجت اصلیہ سے زائد کوئی بھی چیز ہو، یا نقد رقم، تجارتی سامان اور حاجت اصلیہ سے زائد سامانوں کی مجموعی مالیت اتنی ہو کہ اس سے ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی خریدی جاسکتی ہو تو ایسا شخص مالدار ہے اور اس پر قربانی واجب ہے۔ (۱)

حاجت اصلیہ سے مراد وہ سامان ہے جو انسان کی بنیادی ضروریات میں استعمال ہوتا ہو، جس کے بارے میں انسان ہر وقت صحیح معنی میں متفکر رہتا ہو اور جس کے نہ ہونے کی صورت میں اسے دشواری ہوتی ہو، چنانچہ رہائشی مکان، پہننے اور اوڑھنے کے کپڑے، کھانے اور پینے کے برتن، ضرورت کی سواری، حفاظت کے لئے رکھے گئے ہتھیار، صنعت کاروں کے اوزار اور مشین، کارخانے، فیکٹریاں، کرایہ پر چلنے والی بسیں اور ٹرک، کاشتکار حضرات کے ٹریکٹر اور کھیتی کرنے کے آلات، اور گھریلو ضرورت کا سامان جو عام طور پر زیر استعمال رہتا ہے، جیسے واشنگ مشین، سلائی مشین، پلنگ، فریج، کولر وغیرہ؛ یہ سب چیزیں حاجت اصلیہ میں شامل ہیں اور قربانی کے نصاب میں ان چیزوں کی مالیت کا اعتبار نہیں کیا جاتا ہے (۲)

---

(۱) وهو أن يكون فى ملكه مائتا درهم أو عشرون دينارا أو شيء تبلغ قيمته ذلك سوى مسكنه و ما يتأثث به و كسوته و خادمه و فرسه و سلاحه و مالايستغنى عنه و هو نصاب صدقة **الفطر**.(بدائع الصنائع:٦/ ٢٧٠)

(۲) وفسرها فى شرح المجمع لابن الملك بما يدفع الهلاک عن الانسان تحقيقاً أو تقديراً،فالثانى كالدين والأول كالنفقة ودور السكنى وآلات الحرب والثياب المحتاج اليها لدفع الحر أو البرد وكآلات الحرفة وأثاث المنزل ودواب الركوب وكتب العلم **لأهلها**.(البحر الرائق:٢/ ٣٦١،فتاوى شامى:٣/ ١٧٨،٢٩٦)

مسئلہ: بیٹی وغیرہ کی شادی کے لئے گھروں میں جو کپڑے، برتن، یا زیور رکھے ہوئے ہوتے ہیں، اسی طرح وہ چیزیں جو استعمال میں نہیں ہوتی ہیں، مثلاً غیر ضروری کپڑے، غیر ضروری برتن، غیر ضروری فرنیچر وغیرہ، یہ سب چیزیں حاجت اصلیہ سے زائد ہیں اور ان کی قیمت کو قربانی کے نصاب میں شامل کیا جائے گا۔ (۱)

مسئلہ: بہت سے لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ جس پر زکوۃ فرض ہے صرف اسی پر قربانی واجب ہے، حالاں کہ زکوۃ اور قربانی ان دونوں کے نصاب میں تھوڑا سا فرق ہے، زکوۃ کے نصاب میں ضرورت سے زائد سامان کی مالیت نہیں دیکھی جاتی ہے، لیکن قربانی کے نصاب میں گھر میں رکھے ہوئے ضرورت سے زائد سامان کی مالیت کا بھی حساب لگایا جاتا ہے، لہذا یہ ضروری نہیں ہے کہ جس پر زکوۃ فرض نہ ہو اس پر قربانی بھی واجب نہ ہو۔ (۲)

مسئلہ: جو غلہ (گندم، دھان، چاول، مکئی، آٹا وغیرہ) سال بھر کے کھانے پینے کی ضرورت کے لئے رکھا ہوا ہو وہ حاجت اصلیہ میں سے ہے اور اس کی وجہ سے قربانی واجب نہیں ہوتی، خواہ اس غلہ کی قیمت قربانی کے نصاب کی مالیت کے برابر ہو یا اس سے زیادہ ہو، اور اگر کسی کے پاس ایام قربانی میں غلہ اتنی مقدار میں ہو کہ اس سے سال بھر کا خرچ نکالنے کے بعد وہ نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے تو پھر اس صورت میں اس پر قربانی واجب ہے۔ (۳)

مسئلہ: جس شخص کے پاس رہائشی مکان کے علاوہ اس قدر خالی زمین یا خالی

---

(۱) مستفاد از ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام، مفتی رضوان صاحب راولپنڈی: ۲۴۷-۲۴۹

(۲) مستفاد از ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام، مفتی رضوان صاحب راولپنڈی: ۲۵۷

(۳) **واذا كان له عقار يستغله تلزمه الاضحية اذا دخل منه قوت عامه و زاد معه النصاب المذكور، وقيل: تلزمه اذا دخل له منه قوت شهر.** (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: ۱/۶۴۴، فتاوى شامي: ۳/۲۹۶، ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل و احکام: ۲۵۲)

مکان یا پڑتی کھیت ہو جس کی مالیت بقدر نصاب ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔ (۱)

مسئلہ: موجودہ اوزان کے اعتبار سے ساڑھے سات تولہ سونے کا وزن ۸۷/ گرام ۴۸۰/ ملی گرام اور ساڑھے باون تولہ چاندی کا وزن ۶۱۲/ گرام ۳۶۰/ ملی گرام ہے۔ (۲)

قربانی کی شرطوں کا اعتبار کب سے کب تک ہوگا

قربانی کے وجوب اور عدم وجوب کے سلسلہ میں آخری وقت کا اعتبار ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ قربانی کے جو شرائط اوپر ذکر کئے گئے ہیں؛ ان کا قربانی کے پورے ایام میں پایا جانا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ آخری وقت کا اعتبار ہے، لہذا بارہ ذوالحجہ کی شام کو سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے اگر کوئی کافر مسلمان ہو جائے یا مسافر مقیم ہو جائے، یا فقیر مالدار ہو جائے، یا نابالغ بالغ ہو جائے، یا غلام آزاد ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں اس پر قربانی واجب ہو جائے گی، جب کہ وہ مالدار ہو، اس کے برعکس ۱۲/ ذوالحجہ کا سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے اگر کوئی مسلمان نعوذ باللہ مرتد ہو جائے، یا مقیم مسافر بن جائے، یا مالدار فقیر ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں اس سے قربانی ساقط ہو جائے گی۔ (۳)

---

(۱) حضرت تھانوی فرماتے ہیں: اگر اس عقار سے یہ شخص استغلال نہیں کرتا تب تو خود اس کی قیمت کا اعتبار ہے، پس اگر وہ فاضل از حاجت اصلیہ قیمت میں بقدر نصاب ہے تو مانع اخذ زکاۃ و موجب فطر و اضحیہ ہے، اور اگر اس سے استغلال کرتا ہے تو اس کے غلہ کا اعتبار ہے، اگر اس کا غلہ سال بھر کے خرچ سے بمقدار نصاب نہیں بچتا تو مانع اخذ زکاۃ و موجب فطر و اضحیہ نہیں۔ (امداد الفتاوی: ۳۱/۲)

(۲) فتاوی قاسمیہ: ۲۸۹/۱۰، مسائل المیزان: ۱۸۸، الاوزان المحمودہ: ۱۰۴

(۳) وعلى هذا يخرّج ما اذا لم يكن أهلا للوجوب فى أول الوقت ،ثم صار أهلا فى آخره،بان كان كافرا، أو عبدا، أو فقيرا، أو مسافرا فى أول الوقت ،ثم أسلم، أو أُعتق، أو أيسر، أو أقام فى آخره؛ انه يجب عليه،ولو كان أهلا فى أوله ثم لم يبق أهلا فى آخره، بان ارتد،أو أعسر ،أو سافر فى آخره؛لا يجب عليه.(بدائع ۲۷٤/٦،فتاوی هندیه: ۳۳۸/٥)

قربانی کے جانور سے متعلق شرطیں

قربانی کی ادائیگی اس وقت صحیح ہوگی جب جانور کے اندر تین شرطیں پائی جائیں:

(۱) جانور انعام میں سے ہو (۲) جانور کی عمر مکمل ہو

(۳) جانور عیب فاحش یعنی عیب کثیر سے خالی ہو۔ (۱)

مسئلہ: تین قسم کے جانور انعام میں داخل ہیں:

(۱) اونٹ اور اونٹنی (۲) گائے، بیل اور بھینس

(۳) بھیڑ، بکری، خصی، دنبہ اور مینڈھا۔ (۲)

مسئلہ: قربانی کے صحیح ہونے کے لئے اونٹ اور اونٹنی کی عمر کا مکمل پانچ سال ہونا، گائے، بیل اور بھینس کی عمر کا مکمل دو سال ہونا اور بکری، خصی، دنبہ، بھیڑ اور مینڈھے کی عمر کا مکمل ایک سال ہونا ضروری ہے، اگر مذکورہ عمروں میں ایک دن بھی کم رہا تو اس کی قربانی جائز نہ ہوگی۔ (۳)

---

(۱) أن تكون من الانعام... أن تبلغ سن التضحية ...سلامتها من العيوب **الفاحشة**. (الموسوعة الفقهيه:۵/۸۱-۸۳)

(۲) اما جنسه؛فهو ان يكون من الاجناس الثلاثة:الغنم او الابل اوالبقر، ويدخل في كل جنس نوعه ،والذكر والانثى منه، والخصي والفحل؛ لاطلاق اسم الجنس على ذلك،والمعز نوع من الغنم،والجاموس نوع من البقر.

(بدائع الصنائع:۶/۲۸۴-۲۸۶،قاضی خان:۳/۲۴۵)

(۳) واما سنه؛فلا يجوز شيء مما ذكرنا من الابل والبقر والغنم من الاضحية؛ الا الثنى من كل جنس ...والثنى من الشاة والمعز؛ ما تم له حول وطعن في السنة الثانية،ومن البقر؛ ما تم له حولان وطعن في السنة الثالثة،ومن الابل؛ ما تم له خمس سنين و طعن في السنة السادسة...حتى لو ضحى باقل من ذلك سنا لا يجوز.

(بدائع الصنائع:۶/۲۸۵،قاضی خان:۳/۲۴۵،البنایه:۱۲/۴۷،تبیین الحقائق:۶/۴۸۴)

مسئلہ: جب جانور کی عمر کے مکمل ہو جانے کا یقین ہو تو اس کی قربانی جائز ہے، جانور کا دانتا ہوا ہونا (یعنی عمر مکمل ہونے کے بعد مادرزاد دانت ٹوٹ کر جو نئے دانت نکلتے ہیں اس نئے دانت کا نکلنا) قربانی کے صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں ہے، لیکن اگر جانور مملوکہ نہ ہو بلکہ کسی سے خریدا ہوا ہو، اور اس کی عمر پوری ہونے میں شک ہو، تو بہتر یہی ہے کہ کسی ماہر اور تجربہ کار آدمی سے اس کی عمر کے بارے میں پوچھ لے یا پھر دانتے ہوئے جانور ہی کی قربانی کرے۔ (۱)

مسئلہ: اگر دنبہ کم از کم چھ ماہ یا اس سے زیادہ کا ہو اور اس قدر صحت مند اور موٹا تازہ ہو کہ دیکھنے میں مکمل ایک سال کا معلوم ہوتا ہو (جس کی پہچان یہ ہے کہ اگر سال بھر کے عام دنبوں میں اس کو چھوڑ دیا جائے تو دیکھنے والا ان میں عمر کا فرق بالکل نہ کر سکے) تو ایک سال مکمل نہ ہونے کے باوجود اس کی قربانی جائز ہے، لیکن اگر چھ ماہ سے کم کا ہو تو کسی بھی صورت میں اس کی قربانی درست نہیں ہے، خواہ دیکھنے میں کتنا ہی صحت مند اور موٹا کیوں نہ معلوم ہوتا ہو، یہی حکم بھیڑ اور مینڈھے کا بھی ہے کہ اگر وہ بھی چھ ماہ کا ہو اور خوب صحت مند ہو جس کی وجہ سے سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے، البتہ بکری اور خصی اس رخصت میں شامل نہیں ہے، چنانچہ بکری اور خصی کی عمر اگر ایک سال سے ایک دن بھی کم ہو تو پھر اس کی قربانی جائز نہ ہوگی۔ (۲)

---

(۱) فتاوی قاسمیہ بتصرف:۲۲/۳۷۴، کفایت المفتی:۸/۲۱۶، فتاوی دار العلوم زکریا:۶/۳۵۸

(۲) **وجاز الثني من الكل والجذع من الضأن....هذا اذا كان الجذع عظيما؛بحيث لو خلط بالثنيات؛يشتبه على الناظر من بعيد،والجذع من الضأن ما تمت له ستة اشهر عند الفقهاء** .(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق:٦/٤٨٤،رد المحتارعلى الدرالمختار:٩/٤٦٥،فتاوى قاضي خان:٣/٢٤٥)**ولايجوزالجَذع من الابل والبقر والمعز،لما روى ابوبردة قال:قلت:يا رسول اللّٰه!اضحيت قبل الصلاة وعندى عتود خير من شاتي لحم،أفيجزئني أن أضحي به،قال:يجزئك و لايجزيء أحدا بعدك**.(الاختيار لتعليل المختار:٤/٢٧٧)

قربانی کرنے والے سے متعلق شرطیں

جن شرطوں کا تعلق قربانی کرنے والے سے ہے وہ بھی تین ہیں:

(۱) قربانی کی نیت سے جانور ذبح کرنا۔

(۲) جانور ذبح کرنے سے پہلے ہی قربانی کی نیت کر لینا۔

(۳) بڑے جانور میں ایسے شخص کا شریک نہ ہونا جس کی نیت قربانی کے بجائے صرف گوشت کھانے کی ہو۔ (۱)

قربانی کے وقت سے متعلق شرطیں

قربانی کی ادائیگی اس وقت درست ہوگی جب کہ قربانی ایام النحر میں کی جائے، ایام النحر کا وقت داخل ہونے سے پہلے یا اس کا وقت گزر جانے کے بعد جانور ذبح کرنے سے قربانی کی ادائیگی نہیں ہوگی، پس شہر والوں کے لیے عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے قربانی جائز نہیں ہے، اور دیہاتیوں کے لیے گرچہ عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے بھی قربانی جائز ہے، مگر ان کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ دسویں ذی الحجہ کی طلوع صبح صادق کے بعد ہی قربانی کریں اور بارہویں ذی الحجہ کا سورج غروب ہونے کے بعد شہری یا دیہاتی کسی کے لیے بھی قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) **وتشترط فی المضحّی لصحة التضحية ثلاثة شروط: الشرط الاول: نية التضحية ... الشرط الثاني: أن تكون النية مقارنة للذبح او مقارنة للتعيين السابق على الذبح... الشرط الثالث: أن لايشارك المضحى فيما يحتمل الشركة من لايريد القربة رأسا.** (الموسوعة الفقهيه: ۸۹/۵)

(۲) **يدخل وقت الاضحية عند طلوع فجر يوم النحر وهو يوم العيد ويستمرّ الى قبيل غروب اليوم الثالث.** (كتاب الفقه على المذاهب الابعه: ۶۴۷/۱) **الا ان اهل المصر لا يضحون قبل صلاة العيد.** (الاختيار لتعليل المختار: ۲۷۸/۴، البنايه: ۲۱/۱۲ـ۲۴)

قربانی کے اقسام

قربانی کی دو قسمیں ہیں:

(۱) واجب قربانی (۲) نفلی قربانی

واجب قربانی سے مراد وہ قربانی ہے جو بندہ کے ذمہ مالداری، یا قربانی کی نیت سے جانور خریدنے، یا منت ماننے کی وجہ سے واجب ہوتی ہے، اور نفلی قربانی سے مراد وہ قربانی ہے جو شریعت کی طرف سے واجب نہیں ہوتی ہے، بلکہ انسان اپنی طرف سے رضائے الٰہی کے حصول کے لیے کرتا ہے، مثلاً: مسافر، نابالغ یا فقیر شخص کا قربانی کرنا۔ (۱)

واجب قربانی کی تین قسمیں ہیں:

(۱) جو قربانی مالدار اور فقیر دونوں پر واجب ہوتی ہے، اس سے مراد وہ قربانی ہے جو منت ماننے کی وجہ سے واجب ہوتی ہے۔

(۲) جو قربانی صرف فقیر پر واجب ہوتی ہے، اس سے مراد وہ قربانی ہے جو فقیر پر اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ قربانی کی نیت سے جانور خریدے۔

(۳) جو قربانی صرف مالدار پر واجب ہوتی ہے، اس سے مراد وہ قربانی ہے جو قربانی کے دنوں میں صاحب نصاب ہونے کی وجہ سے مالدار شخص پر واجب ہوتی ہے۔ (۲)

---

(۱) فالتضحية نوعان: واجب و تطوع، والواجب منها أنواع...وأما التطوع: فأضحية المسافر والفقير الذى لم يوجد منه النذر بالتضحية، ولا الشراء للأضحية لانعدام سبب الوجوب و شرطه. (بدائع الصنائع: ٦/٢٦٣ـ٢٦٨)

(۲) أما الذى يجب على الغنيّ والفقير؛ فالمنذور به....وأما الذى يجب على الفقير دون الغني؛ فالمشترى للأضحية، اذا كان المشترى فقيرا.....وأما الذى يجب على الغنيّ دون الفقير؛ فما يجب من غير نذر ولا شراءٍ للأضحية، بل شكرا لنعمة الحيوة واحياء لميراث الخليل. (بدائع الصنائع: ٦/٢٦٣، ٢٦٤، فتاوى هنديه: ٥/٣٣٦)

فقیر کا قربانی کی نیت سے جانور خریدنا

۱۔ فقیر آدمی قربانی کی نیت سے ایام النحر سے پہلے یا ایام النحر میں چھوٹا یا بڑا جانور خریدے اور زبان سے اس جانور کی قربانی کی نیت کا اظہار بھی کردے، یعنی یوں کہے کہ میں اس جانور کو قربانی کے لئے خرید رہا ہوں تو یہ نذر بالتضحیہ ہے اور اس صورت میں فقیر پر بالاتفاق اسی جانور کی قربانی واجب ہوگی، اگر وہ جانور ہلاک ہوجائے تو قربانی بھی ساقط ہوجائے گی۔ (۱)

۲۔ فقیر آدمی قربانی کی نیت سے قربانی کے ایام میں جانور خریدے اور زبان سے قربانی کی نیت کا اظہار نہ کرے تو کیا محض "قربانی کی نیت سے جانور خریدنے" کو نذر کے قائم مقام کرکے فقیر پر اس جانور کی قربانی واجب ہوگی یا نہیں؟ اس سلسلہ میں قدرے اختلاف ہے:

جمہور فقہاء احناف کی رائے یہ ہے کہ فقیر کا محض "قربانی کی نیت سے جانور خریدنا" عرفاً نذر کے قائم مقام ہے، زبان سے الفاظِ نذر کا تلفظ ضروری نہیں ہے، یعنی فقیر کا قربانی کی نیت سے جانور خریدنا عرفاً ایسا ہے گویا کہ اس نے زبان سے یوں کہا ہو کہ "میں اس جانور کی قربانی کرنے کی نذر مانتا ہوں"۔ یہ حضرات محض قربانی کی نیت سے جانور خریدنے کو ہی نذر کے قائم مقام مانتے ہیں اور فقیر پر اسی متعینہ جانور کی

---

(۱) أما الذی یجب علی الغنیّ و الفقیر: فالمنذور به؛ بأن قال: للّٰہ علیّ أن أضحی شاۃ، أو بدنۃ، أو ھذہ الشاۃ، أو ھذہ البدنۃ، أو قال: جعلت ھذہ الشاۃ ضحیۃ، أو أضحیۃ و ھو غنیّ أو فقیر. (بدائع الصنائع: ۲۶۳/۶، المحیط البرھانی: ۴۵۹/۸، البحر الرائق: ۳۲۰/۸) قال الشامی: لأن شرائہ لھا یجری مجری الایجاب و ھو النذر بالتضحیۃ عرفا (رد المحتار: ۴۶۵/۹) لأن المنذور بہ معین لاقامۃ الواجب، فیسقط الواجب بھلاکہ. (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع: ۲۷۵/۶)

قربانی کو واجب قرار دیتے ہیں، لیکن علامہ زعفرانی اور شمس الائمہ حلوانی کے نزدیک قربانی کے وجوب کے لیے الفاظِ نذر کا تلفظ ضروری ہے، محض قربانی کی نیت سے جانور خریدنے سے قربانی واجب نہیں ہوتی، خواہ ایام النحر میں خریدے یا اس سے پہلے۔ (۱)

۳۔ فقیر آدمی قربانی کی نیت سے ایام النحر سے پہلے جانور خریدے اور زبان سے قربانی کی نیت کا اظہار نہ کرے تو اکثر فقہاء کے نزدیک اس صورت میں بھی قربانی واجب ہے، کیوں کہ ''فقیر کا قربانی کی نیت سے جانور خریدنا عرفا نذر کے درجہ میں ہے، خواہ ایام النحر میں خریدے یا اس سے پہلے'' لیکن امام زعفرانی، امام حلوانی، علامہ شامی اور مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کے نزدیک اس صورت میں قربانی واجب نہیں ہے، امام زعفرانی اور امام حلوانی کی دلیل یہ ہے کہ اس صورت میں بھی نذر کا تلفظ نہیں پایا گیا، پس قربانی واجب نہیں ہوگی اور علامہ شامی اور مفتی صاحب کی دلیل یہ ہے کہ ''فقیر کا قربانی کی نیت سے جانور خریدنا عرفا نذر کے قائم مقام اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ ایام النحر میں جانور خریدے، ایام النحر سے پہلے جانور خریدنا عرفا نذر نہیں ہوتا ہے''، پس قربانی واجب نہیں ہوگی۔ (۲)

حضرت مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی اس مسئلہ پر تفصیلی کلام کرنے کے بعد اخیر میں بطور خلاصہ کے فرماتے ہیں:

---

(۱) **ولنا أن الشراء للأضحية ممن لا أضحية عليه يجرى مجرى الايجاب، و هو النذر بالتضحية عرفا؛لأنه اذا اشترى الأضحية مع فقره،فالظاهر أنه يضحى،فيصير كأنه قال:جعلت هذه الشاة أضحية.** (بدائع الصنائع:٢٦٤/٦،المحيط البرهانى:٤٥٩/٨،البحر الرائق:٣٢٠/٨،فتاوى تاتارخانيه:٤١٢/١٧،رد المحتار:٤٦٥/٩،الهدايه مع الفتح:٥٢٨/٩)

(۲) **وذكر شيخ الاسلام:اذا كان المشترى موسرا لا تصير واجبة بالشراء بنية الأضحية باتفاق الروايات،وان كان معسرا ففى ظاهر الروايات تجب،وروى الزعفرانى أنها لاتجب، واليه أشار شمس الأئمة.** (البنايه:٤٣/١٢) **أما لو لم يوجب بلسانه؛فلا يجب عليه شىء بمجرد الشراء،ذكره فى النهايه.** (فتح القدير،مكتبه تهانوى:١٥٤/٣، كتاب الحج،باب الهدى)

''اب اس تفصیل کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ ایام النحر سے پہلے فقیر نے جو قربانی کی نیت سے جانور خریدا ہے، اس کی قربانی کے اس پر واجب ہونے میں تردد اور شک واقع ہو چکا ہے حتمی طور پر اس کے وجوب کی بات نہیں کہی جاسکتی؛ اس لیے کہ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب اور علامہ شامیؒ دونوں عظیم الشان شخصیت ہیں، ان دونوں کی رائے اس بارے میں یہی ہے کہ ''ایام نحر سے پہلے فقیر کا خریدا ہوا جانور اضحیہ منذورہ نہیں ہوتا ہے، اس کو بدلنا بھی جائز ہے''، اور جب بدلنا جائز ہے تو اس کو بیچ کر ان پیسوں کو اپنی ضرورت میں خرچ کرنا بھی جائز ہوگا، مگر احتیاط اسی میں ہے کہ حتی الامکان فقیر اس جانور کو بدلنے یا بیچنے کا ارادہ نہ کرے، البتہ کوئی مجبوری ہو تو بات الگ ہے''۔(۱)

مالدار کا قربانی کی نیت سے جانور خریدنا

اگر مالدار آدمی قربانی کی نیت سے ایام النحر سے پہلے یا ایام النحر میں جانور خریدے تو اس کا قربانی کی نیت سے جانور خریدنا عرفاً یا شرعاً نذر نہیں ہے اور اس پر اسی جانور کی قربانی واجب نہیں ہے، بلکہ صاحب نصاب ہونے کی وجہ سے کسی بھی ایک جانور کی قربانی واجب ہے، مگر خریدے ہوئے جانور کی قربانی کرنا زیادہ بہتر ہے۔(۲)

---

(۱) فتاوی قاسمیہ:۲۲/۳۸۷، نیز دیکھیے: فتاوی دار العلوم دیوبند:۱۵/۵۲۰

(۲) **بخلاف الغنی؛لان الاضحیۃ واجبۃ علیہ بایجاب الشرع ابتداءً،فلا یکون شراء ہ للأضحیۃ ایجابا،بل یکون قصدا الی تفریغ ما فی ذمتہ.** (بدائع الصنائع:۶/۲۶۴،البحر الرائق: ۸/۳۲۰،البنایہ شرح الھدایہ:۱۲/۴۳) **والصحیح أنھا تتعین من الموسر ایضا بلا خلاف بین أصحابنا.** (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع:۶/۲۸۰،۲۸۱)

قربانی کی نیت سے بڑا جانور خریدنا

اگر کوئی شخص قربانی کی نیت سے بڑا جانور خریدے اور خریدتے وقت مکمل جانور قربانی کرنے کی نیت ہو، لیکن بعد میں اس کی نیت بدل جائے اور وہ دوسروں کو اس میں شریک کرنا چاہے تو ایسا شخص اگر فقیر ہے تو دوسروں کو شریک کرنے کی اجازت نہیں ہے کیوں کہ فقیر پر قربانی کی نیت سے بڑا جانور خریدنے کی وجہ سے مکمل جانور کی قربانی اس پر لازم ہو جاتی ہے، پس مکمل جانور کی قربانی لازم ہوگی، لیکن اگر وہ کسی کو شریک کرلے تو ساتوں حصوں کی قربانی اسی کی طرف سے ہوگی اور اس پر شریک افراد کے حصوں کا تاوان لازم ہوگا، اور اگر وہ مالدار ہے تو دوسروں کو شریک کرنا مکروہ ہے، امام صاحب کا یہی قول ہے، کیوں کہ اس نے جانور خریدتے وقت مکمل جانور کی قربانی کا عہد کیا ہے، لہذا اس کو چاہیے کہ اس عہد کو پورا کرے، لیکن اگر وہ کسی کو شریک کرلے تو سبھی شرکاء کی قربانی صحیح ہو جائے گی، البتہ اس کے لئے شرکاء کے حصوں کی قیمت کا صدقہ کرنا مستحب ہے۔ (۱)

---

(۱) ولو اشترى رجل بقرة يريد أن يضحي بها؛ثم أشرك فيها بعد ذلك،قال هشام:سألت أبا يوسف فأخبرني أن أباحنيفةقال:أكره ذلك ويجزيهم أن يذبحوها عنهم.....وهذا محمول على الغنيّ اذا اشترى بقرة لأضحيته؛لأنها لم تتعين لوجوب التضحية بها ....الا أنه يكره؛لأنه لما اشتراها ليضحي بها فقد وعد وعدا؛فيكره أن يُخلف الوعدفاماّاذاكان فقيرافلا يجوز له أن يشرك فيهالأنه أوجبها على نفسه بالشراء للأضحية فتعينت للوجوب فلايسقط عنه ما أوجبه على نفسه.(بدائع الصنائع:۲۹۲/۶،شامی:۴۵۹/۹)

وقيل اِن كان فقيرا لا يجوز،لأنه أوجبها بالشراء،فان أشرك جاز و يضمن حصة الشركاء، وقيل:ألغني اذا شارك يتصدق بالثمن،لأن ما زاد على السبع غير واجب عليه،وبالشراء قد أوجبه على نفسه،فيتصدق بثمنه.(الاختيار لتعليل المختار:۲۷۶/۴)

قربانی کرنے کے بعد مالدار ہوجانا

اگر کوئی فقیر جانور خریدنے اور اس کی قربانی کرنے کے بعد مالدار ہوجائے، یا فقیر آدمی قربانی کے شروع وقت میں نفلی قربانی کرنے کے بعد اخیر وقت میں مالدار ہوجائے تو صحیح قول کے مطابق اس پر دوبارہ قربانی کرنا واجب ہے، کیوں کہ پہلی قربانی کے وقت اس پر قربانی واجب ہی نہیں تھی لہذا واجب قربانی کی طرف سے وہ قربانی کافی نہیں ہوگی، لیکن متأخرین کے نزدیک اس پر دوبارہ قربانی کرنا واجب نہیں ہے۔ (۱)

مملوکہ جانور کی قربانی کی نیت کرنا

اگر کسی کی ملکیت میں پہلے سے کوئی جانور ہو اور وہ اس کی قربانی کی نیت کرلے، یا جانور خریدنے کے بعد قربانی کی نیت کرے، خواہ ایام النحر میں نیت کرے یا اس سے پہلے، تو محض نیت کی وجہ سے اس پر قربانی واجب نہیں ہوگی، خواہ وہ فقیر ہو یا مالدار، اس لیے کہ نذر کے لیے تلفظ یا فقیر کا قربانی کی نیت سے جانور خریدنا ضروری ہے جو اس صورت میں نہیں پائی جارہی ہے۔ (۲)

---

(۱) ولو ضحى في أول الوقت وهو فقير ثم أيسر في آخر الوقت؛فعليه أن يعيد الأضحية عندنا،وقال بعض مشايخنا:ليس عليه الاعادة والصحيح هو الأول،لانه لما أيسر في آخر الوقت تعين آخر الوقت للوجوب وتبين أن ماداه و هو فقير كان تطوعا فلاينوب عن الواجب. (بدائع الصنائع:٢٧٤/٦) لكن في البزازيه وغيرها أن المتاخرين قالوا لاتلزمه الاعادة و به نأخذ.(فتاوى شامي:٤٥٨/٩)

(٢) ولو كان في ملك انسان شاة؛فنوى أن يضحي بها، او اشترى شاة ولم ينو الأضحية وقت الشراء، ثم نوى بعد ذلك أن يضحي بها؛لا يجب عليه،سواء كان غنيا أو فقيرا؛لأن النية لم تقارن الشراء،فلا تعتبر. (بدائع الصنائع:٢٦٤/٦،فتاوى قاضي خان:٢٤٤/٣،رد المحتار على الدر المختار:٤٦٥/٩،البنايه:٤٣/١٢)

قربانی کرنے کی منت ماننا

۱۔ اگر کوئی شخص مطلق جانور قربانی کرنے کی منت مانے، یعنی جانور کی تعیین نہ کرے تو اس صورت میں وہ جتنے جانوروں کی قربانی کرنے کی منت مانے گا اتنے جانوروں کی قربانی اس پر لازم ہوگی، خواہ منت ماننے والا فقیر ہو یا مالدار اور خواہ قربانی کی منت ماننا ایام النحر میں ہو یا اس سے پہلے۔ (۱)

۲۔ اگر کوئی شخص کسی متعینہ جانور کی قربانی کرنے کی منت مانے تو اس پر اسی جانور کی قربانی لازم ہے، اس کی جگہ دوسرے جانور کی قربانی کرنا جائز نہیں ہے، اگر وہ جانور ہلاک ہوجائے تو قربانی ساقط ہوجائے گی، خواہ منت ماننے والا فقیر ہو یا مالدار۔ (۲)

۳۔ اگر کوئی مالدار شخص ایام النحر میں کسی ایک جانور کی قربانی کرنے کی منت مانے، مثلا یوں کہے ''میرے ذمہ لازم ہے کہ میں اس جانور کی قربانی کروں'' اور اس جملہ سے اس کا مقصد شریعت کی طرف سے واجب شدہ قربانی کا اظہار کرنا ہو تو اس کی نیت کا اعتبار کیا جائے گا اور اس پر صاحب نصاب ہونے کی وجہ سے کسی بھی ایک جانور کی قربانی واجب ہوگی، لیکن یہ جملہ اگر کوئی فقیر کہے اور اس کے بعد مالدار ہوجائے، یا مالدار شخص ایام النحر سے پہلے یہ جملہ کہے یا مالدار اور فقیر شخص ایک سے زائد جانوروں کی قربانی کرنے کی منت مانے اور ان تینوں صورتوں میں اس کا مقصد شریعت کی طرف سے واجب شدہ قربانی کا اظہار کرنا ہو تو ان تمام صورتوں میں اس کی

(۱) والوجوب بسبب النذر يستوى فيه الفقير والغنى. (بدائع الصنائع:۶/۲۶۴، رد المحتار:۹/۴۶۴) نذر عشر اضحيات؛لزمه ثنتان؛لمجيء الأثر بها. خانيه، والاصح وجوب الكل؛لايجابه مالله من جنسه ايجاب. (الدر على الرد:۹/۴۸۰، البحر الرائق:۸/۳۲۱)

(۲) لان المنذور به معين لاقامة الواجب، فيسقط الواجب بهلاكه. (بدائع الصنائع:۶/۲۷۵)

مذکورہ نیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، کیوں کہ فقیر پر نذر ماننے وقت اور مالدار پر ایام النحر سے پہلے اور ایک سے زائد جانوروں کی قربانی شریعت کی طرف سے واجب ہی نہیں ہے، لہذا اس نیت کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ (۱)

منت ماننے والے کے لیے گوشت کھانا

اگر کوئی مالدار یا فقیر شخص مطلق یا کسی متعینہ جانور کی قربانی کی منت مانے تو اس کے لئے اس جانور کا گوشت کھانا بلا کراہیت جائز ہے، اور اگر کوئی مالدار یا فقیر شخص مطلق یا کسی متعینہ جانور کو ذبح کرنے کی منت مانے (یعنی قربانی کی منت نہ مانے) تو اس کے لئے اس جانور کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے، اور اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ ذبح کی منت ماننے کی صورت میں منت ماننے والا جانور ذبح کرنے اور گوشت کا صدقہ کرنے دونوں کی نیت کرتا ہے، پس ذبح کے بعد گوشت کا صدقہ کرنا واجب ہے، مگر قربانی کی منت ماننے کی صورت میں تقرب الی اللہ کی نیت کے ساتھ گوشت کھانا بھی مقصود ہوتا ہے، پس اس صورت میں گوشت کھانے کی اجازت ہے، خلاصۂ کلام یہ ہے کہ گوشت کھانے کے جواز وعدم جواز کا مدار اس کی نیت پر ہے۔ (۲)

---

(۱) ولو نذر ان یضحی بشاۃ و ذلک فی ایام النحر وھو موسر فعلیہ ان یضحی بشاتین...الا اذا عنی بہ الاخبار عن الواجب علیہ بایجاب الشرع ابتداء فلا یلزمہ الا التضحیۃ بشاۃ واحدۃ...ولو قال ذلک قبل ایام النحر یلزمہ التضحیۃ بشاتین بلا خلاف لان الصیغۃ لا تحتمل الاخبار عن الواجب اذ لا وجوب قبل الوقت...و کذلک لو قال ذلک وھو معسر ثم ایسر فی ایام النحر فعلیہ ان یضحی بشاتین.(بدائع الصنائع:۲۶۷/۶،ردالمحتار:۴۸۰/۹)

(۲) وجملۃ الکلام فیہ ان الدماء ثلاثۃ انواع:نوع یجوز لصاحبہ ان یأکل منہ بالاجماع، ونوع لا یجوز لہ ان یأکل منہ بالاجماع و نوع اختلف فیہ،فالاول:دم الاضحیۃ،نفلا کان او واجبا،منذورا کان او واجبا مبتدا،والثانی دم الاحصار....ودم النذر بالذبح.(بدائع الصنائع:۳۱۴/۶،فتاوی قاسمیہ:۸۲/۱۷،ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل:۴۵۵-۴۵۸،۲۳۹

قربانی کے جانور کا فوت یا چوری ہو جانا

قربانی کی نیت سے خریدا ہوا جانور اگر مر جائے، یا چوری ہو جائے، یا غائب ہو جائے یا کوئی شخص اس کو غصب کر لے تو فقیر پر اس کی جگہ دوسرے جانور کی قربانی لازم نہیں ہے؛ کیوں کہ فقیر کا قربانی کی نیت سے جانور خریدنا عرفاً وشرعاً نذر ہے اور نذر کی وجہ سے اس پر اسی متعینہ جانور کی قربانی لازم ہوتی ہے، لہذا جب جانور ہی نہیں رہا تو اس کے ذمہ سے قربانی بھی ساقط ہو جائے گی، مگر مالدار پر اسی متعینہ جانور کی قربانی واجب نہیں ہوتی، پس صاحب نصاب ہونے کی وجہ سے اس پر کسی بھی ایک جانور کی قربانی واجب ہوگی۔ (۱)

قربانی کے گمشدہ جانور کا ملنا

فقیر کا قربانی کی نیت سے خریدا ہوا جانور چوری ہو جائے، یا غائب ہو جائے، یا کوئی شخص اس کو غصب کر لے، پھر وہ دوسرا جانور خرید لے اور جانور کی خریداری کے بعد پہلا جانور بھی ایام النحر میں ہی مل جائے تو اس پر دونوں جانوروں کی قربانی لازم ہے، کیوں کہ فقیر کا قربانی کی نیت سے جانور خریدنا عرفاً وشرعاً نذر ہے، پس جتنے جانوروں کو وہ قربانی کی نیت سے خریدے گا اتنے جانوروں کی قربانی اس پر واجب ہوگی، لیکن اگر وہ پہلے جانور کے بدلہ میں اس کو خریدے، یعنی خریدتے وقت یہ نیت ہو

---

(۱) اذا اشترى شاة للاضحية و هو موسر، ثم انها ماتت او سرقت او ضلت في ايام النحر انه يجب عليه ان يضحي بشاة اخرى، لان الوجوب في جملة الوقت والمشترى لم يتعين للوجوب والوقت باق وهو من اهل الوجوب.... وان كان معسرا؛ فاشترى شاة للاضحية فهلكت في ايام النحر، او ضاعت؛ سقطت عنه، وليس عليه شيء آخر لما ذكرنا؛ ان الشراء من الفقير للاضحية بمنزلة النذر، فاذا هلكت؛ فقد هلك محل اقامة الواجب؛ فيسقط عنه.

(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: ٦/٢٧٥، البنايه: ١٢/٤٤)

کہ جو جانور گم ہوا ہے اس کی جگہ پر اس کو خرید رہا ہوں تو صرف ایک کی قربانی لازم ہے، اور اگر ایام النحر کے بعد ملے تو مطلق نیت سے خریدنے کی صورت میں بعینہ اس کو زندہ صدقہ کرنا لازم ہے، اور پہلے جانور کی جگہ پر خریدنے کی صورت میں صدقہ لازم نہیں ہے، اور مالدار کے لیے افضل یہ ہے کہ دونوں کی قربانی کردے، اور اگر صرف ایک کی قربانی کرنا چاہتا ہے تو پہلے خریدے ہوئے جانور کی قربانی کرے، اور اگر اس نے دوسرے جانور کی قربانی کردی تو اگر اس کی قیمت پہلے جانور کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اگر اس کی قیمت پہلے جانور سے کم ہے تو جتنے دام کم ہیں اتنے دام کو صدقہ کرنا واجب ہے، اور اگر مالدار کو ایام النحر کے بعد جانور ملے تو ایام النحر میں قربانی نہ کرنے کی صورت میں اس جانور کو بعینہ زندہ صدقہ کرنا واجب ہے، اور ایام النحر میں قربانی کرلینے کی صورت میں صدقہ کرنا واجب نہیں ہے۔(۱)

---

(۱) **ولو اشترى الموسر شا ة للأضحية فضلت فاشرى شاة أخرى ليضحي بهاثم وجد الأولى في الوقت فالأفضل أن يضحي بهما،فإن ضحى بالأولى أجزأه.سواء كانت قيمة الأولى أكثرمن الثانية أو أقل...وإن ضحى بالثانية أجزأه...وسواء كانت الثانية مثل الأولى أو فوقهاأو دونها لما قلنا،غير أنها إن كانت دونها في القيمة يجب عليه أن يتصدق بفضل مابين القيمتين... ولو لم يتصدق بشيء ولكنه ضحى بالأولى أيضا و هو في أيام النحر أجزأه و سقطت عنه.** (بدائع الصنائع:۲۷۵/۶،۲۷۶،الهدايه مع البنايه:۴۳/۱۲-۴۴) **وعلى الفقير ذبحهما لأن الوجوب عليه بالشراء و قد تعدد.** (العنايه مع فتح القدير: ۵۳۰/۹، البنايه:۴۴/۱۲) **لوتركت التضحية و مضت أيامها تصدق بها حية ناذر لمعينة و فقير شراها لها،وبقيمتها غني شراها أو لا،قال الشامي:و إن تصدق بقيمتها أجزأه أيضا،لأن الواجب هنا التصدق بعينها وهذا مثله فيما هو المقصود.** (الدر مع الرد:۴۶۳/۹) **رجل إشترى أضحية وأوجبها للأضحية فضلت عنه ثم اشترى مثلها و أوجبها أضحية أخرى، ثم وجد الأولى، قال: إن كان أوجب الأخرى إيجابا مستأنفا فعليه أن يضحي بها و إن كان أوجبها بدلا عن الأولى فله أن يذبح أيهما شاء.** (المحيط البرهاني:۴۵۹/۸)

جانور خریدنے کے بعد قربانی نہ کرنا

۱۔ اگر کوئی شخص قربانی کی نیت سے جانور خریدے اور کسی وجہ سے اس کی قربانی نہ کر سکے، تو قربانی کا وقت ختم ہونے کے بعد اس پر اسی متعینہ جانور کا زندہ صدقہ کرنا واجب ہے؛ کیوں کہ قربانی کے صحیح ہونے کے لئے وقت کا ہونا شرط ہے لہذا جب قربانی کا وقت نہیں رہا تو قربانی کا بدل یعنی جانور کا زندہ صدقہ کرنا واجب ہوگا، نیز یہ شخص جانور خرید چکا ہے؛ اس لئے اس پر اسی متعینہ جانور کا زندہ صدقہ کرنا واجب ہوگا، یہ حکم مالدار اور فقیر دونوں کے لئے ہے اور یہی صحیح قول ہے، علامہ کاسانی اور علامہ شامی کا رجحان بھی اسی طرف ہے، لیکن بعض فقہاء کا قول یہ ہے کہ چوں کہ مالدار کے حق میں قربانی کا جانور متعین نہیں ہوتا ہے اس لئے اس پر کسی بھی ایک جانور کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے، خریدے ہوئے جانور ہی کا صدقہ کرنا واجب نہیں ہے، لیکن فقیر کے لئے اسی جانور کا صدقہ کرنا واجب ہے؛ کیوں کہ اس کے حق میں وہ جانور متعین ہو چکا ہے۔ (۱)

۲۔ اگر کوئی شخص زندہ جانور صدقہ کرنے کے بجائے اس کو ذبح کر دے تو اس میں سے خود کھانے کی اجازت نہ ہوگی، بلکہ مکمل گوشت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا اور ذبح کرنے کی وجہ سے جانور کی قیمت میں جو کمی آئی ہے اس نقصان کا بھی صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) **ولو لم يضح حتى مضت ايام النحر؛ان كان اوجب على نفسه او كان فقيرا وقد اشترى الاضحية تصدق بها حية،وان كان غنياتصدق بقيمة شاة اشترى او لم يشتر** (الهدايه ۲۰۷/٤،البنايه:۴۳/۱۲،الدرالمختار مع رد المحتار:۴۶۳/۹۔۴۶۵)**والصحيح انها تتعين من الموسر ايضا بلا خلاف بين اصحابنا**.(بدائع الصنائع: ۲۸۰/٦)

(۲) **ولووجب عليه التصدق بعين الشاة فلم يتصدق بها ولكن ذبحها يتصدق بلحمها ويجزيه ذلك ان لم يُنقِصها الذبح،وان نقصهايتصدق باللحم و قيمة النقصان.** (بدائع الصنائع:۲۸۱/٦،رد المحتار:۴۶۳/۹۔۴۶۵،نیزدیکھئے:فتاوی قاسمیه:۲۵۰/۲۲)

قربانی کی قضاء کا حکم

اگر کوئی شخص صاحب نصاب ہونے کے باوجود نہ تو قربانی کا جانور خریدے اور نہ ہی قربانی کرے تو قربانی کے ایام گزرنے کے بعد بالاتفاق اس پر اوسط درجہ کی ایک زندہ بکری یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (۱)

قربانی کے جانور سے فائدہ اٹھانا

مسئلہ: قربانی کی نیت سے خریدے ہوئے جانور پر بلاضرورت سواری کرنا یا اس کو کرایہ پر دینا یا اس کا اون کاٹنا یا اس کا دودھ دوہنا درست نہیں ہے، خواہ جانور خریدنے والا مالدار ہو یا فقیر، کیوں کہ اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید کر جانور کو قربت کے لئے متعین کر دیا ہے، لہٰذا قربت والا عمل کئے بغیر یعنی اس کو ذبح کرنے سے پہلے اس کے کسی جزو سے فائدہ اٹھانا جائز نہ ہوگا۔ (۲)

مسئلہ: بعض فقہاء نے مالدار کے لئے مذکورہ بالا چیزوں کی اجازت دی ہے، لیکن علامہ کاسانی کا رجحان عدم جواز ہی کی طرف ہے اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ قربانی کے جانور سے فائدہ نہ اٹھائے۔ (۳)

---

(۱) وان كان لم يوجب على نفسه ولا اشترى وهو موسر حتى مضت ايام النحر، تصدق بقيمة شاة تجوز في الاضحية. (بدائع الصنائع: ٢٨١/٦، البنايه: ٤٣/١، فتاوى شامى: ٤٦٥/٩)

(۲) ولو اشترى شاة للأضحية، فيكره أن يحلبها أو يجز صوفها فينتفع به، لأنه عينها للقربة، فلايحل له الإنتفاع بجزء من أجزائها قبل إقامة القربة فيها...أن المشتراة للأضحية متعينة للقربة إلى أن يقام غيرها مقامها، فلا يحل الإنتفاع بها مادامت متعينة...فإن حلب تصدق باللبن. (بدائع الصنائع: ٣٠٨/٦، رد المحتار: ٤٧٥/٩، ٤٧٦، البنايه: ٥٦/١٢)

(۳) فاماالمشتراة من الموسر للاضحية فلابأس ان يحلبها ويجز صوفها .....والجواب على نحو ماذكرنا فيما تقدم ان المشتراة للاضحية متعينة للقربةالى ان يقام غيرها مقامها فلايحل الانتفاع بها مادامت متعينة. (بدائع الصنائع: ٣٠٨/٦، المحيط البرهانى: ٤٧٠/٨، البنايه: ٥٦/١٢)

مسئلہ: اگر کوئی شخص قربانی کی نیت سے خریدے ہوئے جانور سے دودھ، اون یا کرایہ کے ذریعہ نفع اٹھالے تو منافع کے بقدر قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ (۱)

مسئلہ: اگر کوئی شخص جانور کو اپنے گھر میں رکھ کر چارہ کھلاتا ہو، یا جانور پہلے سے ہی اسکی ملکیت میں ہو اور اس نے اسکی قربانی کرنے کی نیت کرلی ہو یا جس جانور کو خریدنے کے بعد اس نے قربانی کی نیت کی ہو، خریدتے وقت قربانی کی نیت نہ کی ہو تو ان تینوں صورتوں میں نفع اٹھانے کی گنجائش تو ہے، لیکن بہتر نہیں ہے۔ (۲)

قربانی کے جانور کو بدلنا

قربانی کی نیت سے خریدے گئے جانور کو بیچ کر دوسرا جانور خریدنا اصح قول کے مطابق جائز نہیں ہے، خواہ خریدنے والا فقیر ہو یا امیر، لیکن اگر کوئی شخص بدل ہی لے تو اگر دوسرے جانور کی قیمت پہلے جانور کی قیمت سے کم ہے تو اضافی رقم کا صدقہ کرنا واجب ہوگا، گرچہ بعض فقہاء کے نزدیک یہ حکم صرف فقیر کے لیے ہے، مالدار کے لیے بدلنا بھی جائز ہے اور اضافی رقم کا صدقہ کرنا واجب بھی نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) فإن حلب تصدق باللبن...و إن تصدق بقيمته جاز...و كذلك الجواب في الصوف والشعر والوبر. (بدائع الصنائع:۶/۳۰۸،المبسوط للسرخسي:۱۲/۱۳)

(۲) مستفاد از ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام:۲۸۸، احسن الفتاوی:۷/۴۷۸۔

(۳) واذا اشترى أضحية ثم باعها فاشترى مثلها فلا بأس بذلك لأن بنفس الشراء لاتتعين الأضحية قبل أن يوجبها و بعد الايجاب يجوز بيعها في قول أبي حنيفة و محمد و يكره و في قول أبي يوسف لايجوز...و إن كانت الثانية شرا من الأولى و قد كان أوجب الأولى فتصدق بالفضل فيما بين القيمتين...ومن أصحابنا من قال:هذا اذا كان فقيرا، أما إذا كان غنيا...فليس عليه أن يتصدق بفضل القيمة...قال الشيخ الامام:والأصح عندي أن الجواب فيهما سواء،لأن الأضحية وإن كانت واجبة على الغني في ذمته فهو متمكن من تعيين الواجب في محل،فيتعين بتعيينه في هذا المحل من حيث قدر المالية، لأنه تعيين مقيد وإن كان لايتعين من حيث فراغ الذمة. (المبسوط للسرخسي:۱۲/۱۲،البنايه:۱۲/۳۲)

قربانی میں شرکت کے احکام

مسئلہ: چھوٹے جانور جیسے بکری، خصی، دنبہ، مینڈھا اور بھیڑ کی قربانی ایک ہی آدمی کی طرف سے جائز اور درست ہوگی، لیکن بڑے جانور جیسے گائے، بھینس اور اونٹ اونٹنی میں سات افراد تک شریک ہوسکتے ہیں۔ (۱)

مسئلہ: شرکاء میں سے اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے تھوڑا سا بھی کم ہو تو کسی بھی شریک کی قربانی درست نہ ہوگی۔ (۲)

مسئلہ: بڑے جانور میں سات افراد کا شریک ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ ایک ہی فرد یا تین چار افراد بھی مل کر بڑے جانور کی قربانی کر سکتے ہیں، خواہ ان تمام کا حصہ برابر برابر ہو یا کمی بیشی کے ساتھ ہو، اور خواہ سبھوں کا حصہ مکمل ہو یا اس میں کسر واقع ہو، بشرطیکہ ان میں سے کسی کا بھی حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔ (۳)

مسئلہ: اگر شرکاء میں سے کسی شریک کی واجب قربانی، کسی کی نفلی قربانی اور کسی کی عقیقہ یا ولیمہ کی نیت ہو تو یہ تمام نیتیں درست ہیں، البتہ بہتر یہ ہے کہ تمام شرکاء ایک ہی طرح کی نیت کریں۔ (۴)

---

(۱) عن عبداللّٰہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: البقرة عن سبعة والجزور عن سبعة فی الاضاحی. (مجمع الزوائد و منبع الفوائد:۴۸۵/۸) ان الشاة لاتجزیء الا عن واحدوان كانت عظيمة والبقر والبعير يجزی عن سبعة. (فتاوی هندیه:۳۰۱/۵)

(۲) ولولاحدهم اقل من سبع لم يجز عن احد. (فتاوی شامی:۴۵۷/۹، البنایه:۱۷/۱۲)

(۳) ولاشک فی جواز بدنة اوبقرة عن اقل من سبعة بان اشترک اثنان او ثلاثة... فی بدنة او بقرة؛ لانه لما جاز السبع فالزيادة اولى وسواء اتفقت الانصباء فی القدر او اختلفت بان يكون لاحدهم النصف وللآخر الثلث وللآخر السدس بعد ان لاينقص عن السبع. (بدائع:۲۸۸/۶)

(۴) ولوارادواالقربة الاضحية او غيرها من القرب اجزاهم سواء كانت القربة واجبة او تطوعا او وجبت على البعض دون البعض. (بدائع الصنائع:۲۹۱/۶، البنایه:۴۹/۱۲) وروی عن ابی حنيفة انه قال: لو كان هذا من نوع واحد لكان احب الی. (بدائع الصنائع:۲۹۲/۶)

مسئلہ : اگر شرکاء میں سے کسی ایک شریک یا ایک سے زائد شریک کی نیت صرف گوشت کھانے کی ہو، تقرب کی نیت بالکل نہ ہو، تو کسی بھی شریک کی قربانی جائز نہ ہوگی، لہذا نیک اور پرہیزگار افراد کو شریک بنانا چاہیئے۔ (۱)

میت کی طرف سے قربانی کرنا

اپنے نام سے چھوٹے جانور یا بڑے جانور کے ساتویں حصہ کی قربانی کرنا اور اس کا ثواب اپنے کسی ایک مرحوم یا کئی مرحومین کو پہنچانا جائز ہے، اس صورت میں مضحی کی واجب قربانی بھی ادا ہوجائے گی اور قربانی کا ثواب تمام مردوں اور خود قربانی کرنیوالے کو بھی مل جائے گا، آپ ﷺ سے اپنی امت کی طرف سے ایک قربانی کرنا ثابت ہے، اس کے برعکس اگر میت ہی کی طرف سے قربانی کرے (یعنی اپنی طرف سے قربانی کی بالکل نیت نہ ہو) تو مضحی کی واجب قربانی ادا نہ ہوگی، کیوں کہ ایک (چھوٹے جانور یا بڑے جانور کے ساتویں حصہ کی) قربانی دو افراد (مضحی اور میت) کی طرف سے کافی نہیں ہوتی، لیکن بعض مفتیان کرام کہتے ہیں کہ اس صورت میں جانور ذابح ہی کی ملکیت میں ذبح ہوتا ہے اور میت کو صرف ثواب پہنچانا مقصود ہوتا ہے، پس اس صورت میں بھی مضحی سے قربانی کا وجوب ساقط ہوجائے گا۔ (۲)

---

(۱) ومنها أن لا يشارك المضحي فيما يحتمل الشركة من لايريد القربة رأسا، فان شارك لم يجز عن الاضحية.... ولنا ان القربة في اراقة الدم وانها لاتتجزأ. (بدائع الصنائع: ۶/۲۹۰)

(۲) لو ضحى عن ميت وارثه بأمره ألزمه بالتصدق بها و عدم الاكل منها، وان تبرع بها عنه له الاكل، لانه يقع على ملك الذابح والثواب للميت، ولهذا لو كان على الذابح واحدة سقطت عنه اضحيته كما في الاجناس، قال الشرنبلالي: لكن في سقوط الاضحية عنه تامل، اه، اقول: صرح في فتح القدير في الحج عن الغير بلا أمر انه يقع عن الفاعل، فيسقط به الفرض عنه وللآخر الثواب. (شامی: ۹/۴۸۴، ایضا: ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل واحکام: ۴۰۳، فتاوی قاسمیہ: ۲۲/۲۷۴، فتاوی دار العلوم دیوبند: ۱۵/۴۸۶، فتاوی محمودیہ: ۱۷/۳۳۰، کتاب النوازل: ۱۴/۵۱۶، فتاوی رحیمیہ: ۱۰/۴۰۶، حصول الخیر بالتضحیۃ عن الغیر: ۲۸)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرنا

مسئلہ: آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن بھی ہے، کیونکہ آپ ﷺ سے اپنی پوری امت کی طرف سے ایک مینڈھے کی قربانی کرنا(۱) اور حضرت علیؓ سے آپ ﷺ کی طرف سے قربانی کرنا(۲) ثابت ہے۔

مسئلہ: بڑے جانور کے چھ حصہ میں چھ یا اس سے کم افراد کا اس طرح شریک ہونا کہ ان میں سے کسی بھی شریک کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور باقی ماندہ ساتویں حصہ میں انھیں شرکاء میں سے ہر شریک کا یا انھیں میں سے بعض شرکاء کا شریک ہونا اور اس ساتویں حصہ کی نبی اکرم ﷺ کے نام سے قربانی کرنا جائز ہے۔(۳)

مسئلہ: چھوٹے جانور میں ایک سے زائد افراد شریک ہو کر نبی اکرم ﷺ یا اپنے کسی ایک مرحوم یا کئی مرحومین کی طرف سے قربانی کریں تو یہ بھی جائز ہے، کیوں کہ اس ایک حصہ سے واجب قربانی ادا کرنا مقصود نہیں ہے، بلکہ نفلی قربانی یعنی میت کو ثواب پہنچانا مقصود ہے، پس شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) سنن ابن ماجہ: ۳۱۲۲، مسند احمد: ۲۵۸۴۳ (۲) سنن ترمذی: ۱۴۹۵، ابوداود: ۲۷۹۰

(۳) کیونکہ اس صورت میں کسی بھی شریک کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں ہے، بلکہ ہر شریک کا ایک ایک حصہ مکمل ہے اور مزید ایک حصہ کا کچھ حصہ ہے جو مضر نہیں ہے، اور اس ساتویں حصہ سے واجب قربانی ادا کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ ثواب پہنچانا مقصود ہے، پس شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ردالمحتار: ۹/ ۴۷۱، البحر الرائق: ۸/ ۳۲۵، فتاوی محمودیہ: ۱۷/ ۴۰۸، فتاوی قاسمیہ: ۲۲/ ۳۱۱، کتاب النوازل: ۱۴/ ۵۲۷، فتاوی رحیمیہ: ۵/ ۳۹۲) لیکن بعض علماء کرام نے اس کو ناجائز (فتاوی دار العلوم دیوبند: ۱۵/ ۵۵۱) اور بعض نے خلاف احتیاط قرار دیا ہے۔ (ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل: ۴۰۴، حصول الخیر بالتضحیۃ عن الغیر: ۲۸) اور اگر بڑے جانور کے چھ حصوں میں جو لوگ شریک ہوں ان کے علاوہ دیگر افراد اگر ساتویں حصہ میں شریک ہو کر کسی مرحوم یا نبی اکرم ﷺ کی طرف سے قربانی کریں تو یہ جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس صورت میں نئے شرکاء کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہے (حاشیہ فتاوی دار العلوم: ۱۵/ ۵۵۱) گرچہ بعض نے اس کی بھی اجازت دی ہے، کیوں کہ یہ نفلی قربانی ہے جس میں تعدد مضر نہیں ہے۔

(۴) مستفاد از فتاوی محمودیہ: ۱۷/ ۴۰۶-۴۸۰، فتاوی قاسمیہ: ۲۲/ ۳۱۸

قربانی کا طریقہ اور کچھ اہم مسائل

۱۔ اگر قربانی کرنے والا جانور ذبح کرنے کا طریقہ اچھی طرح جانتا ہو تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ قربانی کا جانور خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرے، اور اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا ہو تو کم از کم جانور کے پاس موجود رہے۔ (۱)

۲۔ جانور کو تیز (دھاردار) چھری سے ذبح کریں، اگر چھری تیز کرنے کی ضرورت ہو تو جانور کو زمین پر لٹانے سے پہلے ہی چھری تیز کرلیں، جانور کو لٹانے کے بعد یا اس کے سامنے چھری تیز کرنا مکروہ ہے۔ (۲)

۳۔ جانور کو دائیں ہاتھ سے ذبح کرنا سنت ہے، البتہ اگر مجبوری ہو تو بائیں ہاتھ سے بھی ذبح کرسکتے ہیں۔ (۳)

۴۔ مستحب یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرنے کے لئے قبلہ رخ لٹائیں اور خود ذبح کرنے والا بھی قبلہ رخ ہو۔ (۴)

---

(۱) والأفضل أن يذبح أضحيته بيده، إن كان يحسن الذبح، لأن الأولى في القربات أن يتولى بنفسه، وإن كان لايحسنه فالأفضل أن يستعين بغيره، ولكن ينبغي أن يشهدها بنفسه. (هنديه:٣٤٦/٥، هدايه:٢١٤/٤، بدائع الصنائع:٣١٠/٦، الاختيار:٢٨١/٤)

(۲) ويستحب ان يحد شفرته لقوله عليه السلام((اذا قتلتم فاحسنوا القِتلة و اذا ذبحتم فاحسنوا الذِّبحة، وليحد احدكم شفرته وليرح ذبيحته)) ورأى رجلا اضجع شاة و هو يحد شفرته فقال((هلا حددتها قبل ان تضجعها)). (الاختيار:٢٥٢/٤، هدايه:١٨٣/٤، مسلم:١٩٥٥)

(۳) كون الذبح باليد اليمنى، صرح بذلك المالكية والشافعية. (الموسوعة الفقهيه الكويتيه، ماده: ذبائح: ١٩٨/٢١)

(۴) ومنها ان يكون الذابح مستقبل القبلة والذبيحة موجهة الى القبلة. (بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع:٢٥٣/٦، الموسوعة الفقهيه:١٩٦/٢١)

۵۔ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے بالکل ذبح نہ کریں، اس لیے کہ اس سے دوسرے جانور کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ (۱)

۶۔ اونٹ اونٹنی کو نحر کرنا اور بقیہ جانوروں کو ذبح کرنا سنت ہے۔ (۲)

۷۔ قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹانے کے بعد یہ دعا پڑھیں ﴿إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ حَنِيْفاً وَّ مَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، إِنَّ صَلاتِي وَ نُسُكِي وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، لا شَرِيْكَ لَهُ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَ أَنَا مِنَ الْمُسْلِمِين، اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ﴾ (۲) پھر ﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرْ﴾ پڑھ کر جانور ذبح کریں اور اس کے بعد یہ دعا پڑھیں ﴿أَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّي كَما تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ خَلِيلِكَ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلام﴾ (۳)

مسئلہ: اگر دوسرے کی طرف سے قربانی کریں تو مِنّی کے بجائے مِنْ کہیں اور مِنْ کے بعد اس آدمی کا نام لیں جس کی طرف سے قربانی کر رہے ہیں۔

---

(۱) ويندب عدم شحذ السكين امام الذبيحة و لا ذبح واحدة امام اخرى۔(موسوعه: ۲۲۱/۱۰)

(۲) میں نے ہر چیز سے یکسو ہو کر اپنا رخ اس ذات کی طرف کر لیا جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں، بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو سارے جہاں کا پروردگار ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں، اے اللہ! یہ تیری ہی طرف سے ہے اور تیرے ہی لئے ہے۔

(۲) والمستحب في الابل النحر فان ذبحها جاز و يكره، والمستحب في البقر والغنم الذبح فان نحرهما جاز و يكره. (الهدايه: ۱۸۶/۴) النحر قطع العروق في اسفل العنق عند الصدر، والذبح قطعها في اعلاه تحت اللحيين، زيلعي. (فتاوى شامى: ۴۳۹/۹) (یعنی رگوں کو جبڑے اور سینے کے درمیان سے کاٹنا ذبح ہے، اور حلق کے آخر اور سینے کے قریب سے کاٹنا نحر ہے)

(۳) ابوداود شریف: ۲۷۹۵، ابن ماجہ: ۳۱۲۱، مسند احمد: ۱۵۰۲۲، سنن الدارمی: ۱۹۸۹، الحصن الحصین: ۲۲۱

ترجمہ: اے اللہ میری طرف سے اس کو قبول فرما، جیسا کہ آپ نے قبول فرمایا اپنے حبیب محمد ﷺ کی طرف سے اور اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے۔

۹۔ ذبح کرنے کے لئے قربان گاہ کی طرف جانور کو نرمی اور آہستگی سے ہانک کر لے جائیں، بلا ضرورت ٹانگ یا دم وغیرہ سے گھسیٹ کر لے جانا مکروہ ہے، کیوں کہ اس سے جانور کو مزید تکلیف ہوگی۔ (۱)

۱۰۔ جانور کو ذبح کرنے میں چار رگیں کاٹی جاتی ہیں: ایک حلقوم یعنی سانس کی نالی جس کو نَرخَرَہ کہتے ہیں، دوسری مَرِی: جس سے کھانا پانی اندر جاتا ہے اور دوشہ رگ یعنی وَدْجَین جو حلقوم کے دائیں بائیں طرف ہوتی ہیں، ان میں سے کم از کم کسی بھی تین رگوں کا کٹنا ضروری ہے، اس کے بغیر جانور حلال نہیں ہوگا۔ (۲)

۱۱۔ ذبح کے بعد جانور کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں، جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال اتارنا، یا اس کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اس کے مختلف حصوں میں چھری گھونپنا مکروہ ہے۔ (۳)

۱۲۔ عورت اور سمجھدار بچہ اگر صحیح طریقے سے ذبح کرنے پر قادر ہو اور تسمیہ کا معنی ومطلب سمجھتا ہو تو اس کا ذبح کیا ہوا جانور بھی بلا کراہیت حلال ہے، نیز ان دونوں کے لئے بلا کراہیت جانور کو ذبح کرنے کی اجازت ہے۔ (۴)

---

(۱) ویکرہ جرھا برجلھا الی المذبح،لانہ الحاق زیادۃ ألم بھا من غیر حاجۃ الیھا فی الذکاۃ. (بدائع الصنائع:۲۵٤/٦)

(۲) ثم تمام الذکاۃ بقطع الحلقوم والمریء والودجین،فإن قطع الأکثر من ذلک فذلک کقطع الجمیع فی الحل...إذا قطع منھا أی ثلاث کان فقد قطع الأکثر. (المبسوط للسرخسی:۳/۱۲،بدائع الصنائع:۲۰٤/٦،الاختیار لتعلیل المختار:۲۵۰/٤)

(۳) ویکرہ سلخھا قبل ان تبرد ای یسکن اضطرابھا. (الاختیار:۲۵۳/٤)

(۴) ویشترط ان یکون یعقل التسمیۃ و یضبطھا و یقدر علی الذبح،فتحل ذبیحۃ المرأۃ المسلمۃ والکتابیۃ والصبی اذا قدر علی الذبح. (الاختیار لتعلیل المختار:۲٤۷/٤،المبسوط للسرخسی:۵/۷،فتاوی شامی:۴۳۰/۹،بدائع الصنائع:۲۱۵/٦)

۱۳۔ اگر ذابح جان بوجھ کر بسم اللہ نہ پڑھے تو اس کا ذبیحہ حلال نہیں ہے، اور اگر بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اس کا ذبیحہ حلال ہے۔ (۱)

۱۴۔ جو شخص ذبح کرنے والے کے ہاتھ پر یا اس کی چھری پر وزن رکھے ہوا ہو اس کے لئے بھی تسمیہ پڑھنا ضروری ہے، البتہ جانور کو پکڑنے والے پر تسمیہ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ (۲)

۱۵۔ اگر دو آدمی مل کر یکے بعد دیگرے جانور کو ذبح کریں تو اگر پہلے شخص نے چار یا تین رگیں کاٹ دی ہیں تو دوسرے شخص پر تسمیہ پڑھنا واجب نہیں ہے اور اگر اس نے اس سے کم رگیں کاٹی ہیں تو دوسرے پر بھی تسمیہ پڑھنا لازم ہے۔ (۳)

۱۶۔ حلال جانور کی سات چیزیں کھانا حرام ہے ❶ دَمِ سائل یعنی بہتا خون جو رگوں میں سے نکلتا ہے، گوشت کے اوپر جو خون لگا ہوتا ہے وہ پاک ہے، پس گوشت کو بغیر دھوئے کھانا بھی جائز ہے، لیکن اگر اس پر رگ کا خون ہو تو پھر صاف کرنا ضروری ہے ❷ ذَکَر یعنی نَر کی شرم گاہ/عضو تناسل ❸ خصیتین یعنی نَر کے دونوں فوطے/کپورے ❹ فرج، یعنی مادہ کی شرم گاہ ❺ مَثانہ یعنی پیشاب کی تھیلی ❻ غدُود یعنی جانور کے مختلف حصوں میں پائی جانے والی گلٹی وغیرہ ❼ پِتّہ یعنی جگر کے نیچے کی چھوٹی تھیلی جس میں کڑوا پانی رہتا ہے، ان میں سے خون حرام ہے اور بقیہ اجزاء کا کھانا مکروہ تحریمی ہے، واضح ہو کہ اوجھڑی، آنت اور حرام مغز یہ سب اشیاء حلال ہیں، ان کا کھانا جائز ہے۔ (۴)

---

(۱) **فان ترک التسمیة ناسیا حل..... بخلاف العامد.** (الاختیار لتعلیل المختار: ۲۴۷/۴)

(۲) **أراد التضحیة فوضع یده مع ید القصاب فی الذبح و اعانه علی الذبح سمی کل وجوبا.** (فتاوی شامی: ۴۸۲/۹، فتاوی ہندیہ: ۳۵۰/۵، محقق و مدلل مسائل قربانی: ۸۸-۸۹)

(۳) مستفاد از فتاوی ہندیہ: ۳۳۰/۵، ۳۵۰، فتاوی قاسمیہ: ۱۲۳/۲۲

(۴) بدائع الصنائع: ۲۵۵/۶، ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل و احکام: ۲۶۱، تحفۃ الفقہ: ۴۱-۴۴

قربانی کے گوشت وکھال کا بیان

۱۔ مستحب یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے، ایک حصہ کو فقراء پر صدقہ کردیا جائے، دوسرے حصہ کو رشتہ داروں اور دوستوں میں تقسیم کردیا جائے اور تیسرے حصہ کو اپنے اہل وعیال کے لئے رکھ لیا جائے، اگر اہل وعیال زیادہ ہوں اور محتاج ہوں تو ان کے لئے تمام گوشت رکھ لینا بہتر ہے۔ (۱)

۲۔ بڑے جانور میں شریک افراد کے درمیان وزن کر کے گوشت تقسیم کرنا لازم ہے، اندازہ سے گوشت تقسیم کرنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ قربانی میں ہر شریک کا پیسہ برابر سرابر لگا ہوا ہے لہذا صرف عوض کے بقدر گوشت لینا جائز ہوگا، عوض سے زائد گوشت لینا سود ہے جو شرکاء کے معاف کرنے سے معاف بھی نہیں ہوگا، پس وزن کر کے گوشت تقسیم کیا جائے۔ (۲)

۳۔ لیکن اگر ہر شریک کے حصہ میں اوجھڑی، کلیجی، پھیپھڑا، پائے اور ان جیسی چیزیں رکھ دی جائیں تو اس صورت میں اندازہ سے تقسیم کرنا اور کمی بیشی بھی جائز ہے؛ کیوں کہ شرکاء میں سے ہر شریک کے اوجھڑی وغیرہ کو دوسرے شریک کے گوشت کا عوض قرار دیا جائے گا اور اصول ہے کہ جب جنس مختلف ہوجائے تو کمی زیادتی کے ساتھ تبادلہ جائز ہے۔ (۳)

---

(۱) والافضل أن يتصدق بالثلث و يتخذ الثلث ضيافة لاقربائه و أصدقائه و يدخر الثلث...والتصدق بها افضل الا ان يكون الرجل ذا عيال و غير موسع الحال،فان الافضل له حينئذ ان يدعه لعياله و يوسع به عليهم،لان حاجته و حاجة عياله مقدمة على حاجة غيره.(بدائع الصنائع:٣١٥/٦،الهدايه:٢١٣/٤،ردالمحتار:٤٧٤/٩،الاختيار:٢٨٠/٤)

(۲) واذا جاز عن الشركة يقسم اللحم بالوزن لانه موزون،واذا قسموا جزافا لايجوز...لان القسمة فيها معنى المبادلة.(البحر الرائق:٣١٩/٨،ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل ومسائل:۴۵۰)

(۳) واذا قسموا جزافا لايجوز الا اذا كان معه شيء آخر من الاكارع والجلد كالبيع، لان القسمة فيها معنى المبادلة.(البحر الرائق:٣١٩/٨،البنايه:١٩/١٢)

۴۔ کسی بھی شریک کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے حصہ کا گوشت چھوڑ دے اور تقسیم میں بالکل شریک نہ رہے، جو کوئی گوشت نہ لینا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ تقسیم میں شریک رہے اور اپنے حصہ کا گوشت لیکر کسی کو دیدے، اگر کوئی شریک تقسیم سے بالکل علاحدہ ہو جائے تو شرکاء کو چاہیے کہ اس کا حصہ الگ کر کے رکھدے۔

۵۔ قربانی کے گوشت یا کھال کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، بصورت دیگر قیمت کا صدقہ کرنا لازم ہوگا، البتہ بعینہ کھال کے بدلہ میں ایسی چیز لینے کی گنجائش ہے جس کے عین کو باقی رکھتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہو، مثلاً اسکے بدلہ میں کتاب، قلم اور کپڑے وغیرہ لینے کی گنجائش ہے، لیکن ایسی چیز سے تبادلہ کی اجازت نہیں ہے جس کے عین کو ہلاک کر کے فائدہ اٹھانا پڑے، جیسے غلہ، صابن، سونا، چاندی وغیرہ۔ (۱)

۶۔ جانور ذبح کرنے والے، اس کا گوشت بنانے والے اور جانور چَرانے والے کو اجرت کے طور پر قربانی کا گوشت یا کھال دینا جائز نہیں ہے۔ (۲)

۷۔ قربانی کی نیت سے خریدے ہوئے جانور کی رسی اور جھول وغیرہ کو صدقہ کر دینا مستحب ہے، اور اگر خود استعمال کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے مگر اس کو بیچنا جائز نہیں ہے، اور اگر بیچ دیا تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا، البتہ اگر اس نے رسی کو بعد میں خریدا ہو، جانور کے ساتھ نہ خریدا ہو، تو اس رسی کو بیچنا جائز ہے۔ (۳)

---

(۱) ولایحل بیع جلدها و شحمها و لحمها... بشیء لایمکن الانتفاع به إلا بإستهلاک عینه من الدراهم والدنانیر والمأکولات والمشروبات... فإن باع شیئاً من ذلک... فیتصدق به.. وله أن یبیع هذه الأشیاء بما یمکن الإنتفاع به مع بقاء عینه من متاع البیت کالجِراب والمُنخل.

(بدائع:۶/۳۱۶، هندیه:۵/۳۴۸، المبسوط:۱۲/۱۳، رد المحتار:۹/۴۷۵، الهدایه:۴/۲۱۳)

(۲) عن علی قال: أمرنی رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم أن اقوم علی بدنه و أن أتصدق بلحمها و جلودها و أجلتها وأن لا أعطی الجزار منها، قال نحن نعطیه من عندنا. (مسلم:۱۳۱۷)

(۳) لو اشتری بقرة فأوجبها أضحیة یستحب أن یجللها أو یقلدها، واذا ذبحها تصدق بقلائدها. (الفتاوی التاتارخانیه:۱۷/۴۴۲، فتاوی شامی:۹/۴۷۴)

دوسرا باب

عیوب سے متعلق ضروری مسائل

عیب کی تعریف

جانور کے اندر ایسی خرابی جس کی وجہ سے تاجروں کے یہاں اس کی قیمت میں کمی آجائے اسے عیب کہتے ہیں اور جس خرابی کی وجہ سے اس کی قیمت میں کمی نہ آئے وہ عیب نہیں ہے۔ (۱)

کس قدر عیب قربانی سے مانع ہے؟

ایسا عیب جس کی وجہ سے جانور کی منفعت یا اس کا جمال پوری طرح سے ختم ہوجائے تو یہ قربانی سے مانع ہے اور جو عیب اس سے کم درجہ کا ہو وہ قربانی سے مانع نہیں ہے، بالفاظِ دیگر عیب کثیر قربانی سے مانع ہے اور عیب قلیل مانع نہیں ہے۔ (۲)

مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ جانور ہر طرح کے ظاہری و باطنی عیوب سے مکمل محفوظ ہو، اگر جانور میں ظاہری عیب ہو گرچہ قلیل مقدار میں ہو تو اس کی قربانی جائز تو ہے مگر مکروہ ہے۔ (۳)

---

(۱) کل مایوجب نقصانا فی الثمن فی عادات التجار فهو عیب، لان المالیة مقصودة فی البیع، و ما ینقص الثمن ینقص المالیة، فکان عیبا. (المحیط البرهانی: ۸۱/۱۰)

(۲) کل عیب یزیل المنفعة علی الکمال او الجمال علی الکمال یمنع الاضحیة، و ما لا یکون بهذه الصفة لا یمنع. (الفتاوی الهندیه: ۳۴۵/۵، الفتاوی التاتار خانیه: ۴۳۱/۱۷)

(۳) والمستحب ان یکون سلیما عن العیوب الظاهرة، فما جوزها هنا جوز مع الکراهة. (فتاوی شامی: ۴۶۸/۹) (مستحب یہ ہے کہ جانور ظاہری عیوب سے محفوظ ہو، پس یہاں یعنی قلیل ظاہری عیب کی صورت میں جس کی اجازت دی گئی ہے وہ کراہت کے ساتھ ہے)

قلیل وکثیر عیب کا معیار

قلیل وکثیر عیب کا معیار کیا ہے؟اس سلسلہ میں امام صاحب کے چار اقوال ہیں،ان میں سے دو اقوال زیادہ مشہور ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ جانور کے جس عضو میں عیب ہے وہ عیب اگر اس عضو کے تہائی یا اس سے کم حصہ میں ہے تو وہ عیب قلیل ہے اور اتنا عیب قربانی سے مانع نہیں ہے اور اگر وہ عیب اس عضو کے تہائی سے زیادہ حصہ میں ہے تو وہ عیب کثیر ہے اور اتنا عیب قربانی سے مانع ہے،اس قول کو قاضی خانؒ نے صحیح قرار دیا ہے اور اسی پر فتوی ہے، نیز اسی قول میں زیادہ احتیاط ہے اور اردو وعربی کی اکثر کتابوں میں اسی قول پر فتوی دیا گیا ہے،دوسرا قول یہ ہے کہ جانور کے جس عضو میں عیب ہے وہ عیب اگر اس عضو کے نصف یا اس سے زیادہ حصہ میں ہے تو وہ عیب کثیر ہے اور اگر اس عضو کے نصف سے کم حصہ میں ہے تو وہ عیب قلیل ہے،حضرت امام ابو یوسف کی ایک روایت یہی ہے،بعض فقہا کے بقول امام صاحب نے بھی اسی قول کی طرف رجوع کرلیا تھا، نیز علامہ شامیؒ نے بھی اسی قول پر فتوی نقل کیا ہے،اس لئے بوقت ضرورت اس قول پر بھی عمل کرنے کی گنجائش ہے۔(۱)

---

(۱) فعن أبی حنیفة أربع روایات.....إن المانع ذهاب أكثر من الثلث، وعنه أنه الثلث، وعنه أنه الربع، وعنه أن یكون الذاهب أكثر من الباقی أو مثله،والأولی هی ظاهر الروایة،وصححها فی الخانیه،حیث قال:والصحیح أن الثلث و ما دونه قلیل و مازاد علیه كثیر وعلیه الفتوی ...ووجه الروایة الرابعة وهی قولهما وإلیها رجع الامام أن الكثیر من كل شیء أكثره،وفی النصف تعارض الجانبان.أی فقال بعدم الجواز إحتیاطا،وبه ظهر أن مافی المتن كالهدایة والكنز والملتقی هو الرابعة، و علیها الفتوی.(رد المحتار علی الدر المختار:٤٦٨/٩،بدائع الصنائع:٣٠٠/٦،فتاوی تاتار خانیه:٤٣٠/١٧،فتاوی قاضی خان:٢٤٩/٣،فتاوی هندیه:٣٤٤/٥،البنایه:٣٥/١٢)

عیب دار جانور خریدنا یا خریدنے کے بعد عیب کا پیدا ہوجانا

جب کوئی فقیر عیب دار جانور خرید لے یا جانور خریدنے کے بعد اس میں کوئی عیب پیدا ہوجائے تو اس پر اسی جانور کی قربانی واجب ہے، کیوں کہ قربانی کی نیت سے جانور خریدنے کی وجہ سے وہ جانور اس کے حق میں اضحیہ منذورہ ہوگیا اور اس پر اسی متعینہ جانور کی قربانی لازم ہوگئی، پس اسی جانور کی قربانی کرے گا، لیکن اگر کوئی مالدار شخص عیب دار جانور خرید لے یا جانور خریدنے کے بعد اس میں کوئی عیب پیدا ہوجائے تو مالدار پر دوسرے صحیح سالم جانور کی قربانی واجب ہے، کیوں کہ اس کے حق میں بعینہ وہی جانور قربانی کیلئے متعین نہیں ہوا ہے، لہذا صاحب نصاب ہونے کی وجہ سے دوسرے صحیح سالم جانور کی قربانی واجب ہوگی۔ (۱)

ذبح کے دوران جانور کا عیب دار ہوجانا

اگر جانور کو ذبح کرتے وقت اس میں کوئی عیب پیدا ہوجائے، مثلا اس کی ٹانگ ٹوٹ جائے یا اس کی آنکھ نکل آئے، تو اس کی قربانی صحیح قول کے مطابق جائز ہے، خواہ اسی وقت ذبح کرے یا تھوڑی دیر کے بعد ذبح کرے، بشرطیکہ قربانی کا وقت باقی ہو، کیوں کہ اس نے جانور کو زمین پر اس لیے لٹایا ہے، تاکہ اس کو ذبح کر کے اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرے، لہذا اس حالت میں جانور کے کسی بھی عضو کو تلف کرنا تقرب کہلائے گا، نیز جانور ذبح کرتے وقت عموما خوف ودہشت پیدا ہوجاتی ہے جس کی وجہ

---

(۱) **ولو اشتراها سليمة ثم تعيبت بمانع، كما مر فعليه اقامة غيرها مقامها ان كان غنيا، وان كان فقيرا أجزأه ذلك، وكذا لو كانت معيبة وقت الشراء لعدم وجوبها عليه، بخلاف الغني.** (الدر مع الرد :٤٧١/٩، بدائع الصنائع:٣٠٣/٦، فتاوی هنديه:٣٤٥/٥، فتاوی تاتارخانيه: ٤٣٢/١٧، تكمله البحر الرائق:٣٢٤/٨، البنايه:٤٢/١٢)

سے چھری وغیرہ عام طور پر ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے تو عیب کا پیدا ہو جانا ممکن ہے، اس لئے شریعت نے اس حالت میں پیدا ہونے والے عیب کو معاف کر دیا ہے۔ (۱)

سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی

جس جانور کا سینگ جڑ سے اس طرح ٹوٹ جائے کہ اس کا اثر دماغ یعنی اس جگہ تک پہنچ جائے جہاں سے سینگ نکلتا ہے، جس کی علامت یہ ہے کہ دماغ کی ہڈی میں سوراخ ہو جائے تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے، البتہ جس جانور کے سینگ ٹوٹنے کا اثر دماغ تک نہ پہنچے، یا بیچ میں سے تہائی یا اس سے کم یا اس سے زائد حصہ ٹوٹ جائے، یا سینگ کا صرف خول اتر آئے تو ان تمام صورتوں میں اس کی قربانی جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) وإن أصابها شيئى من هذه العيوب في إضطرابها حين أضجعهاللذبح وذبحها على مكانها،ففي القياس لا تجزئه لأنه تأدى الواجب بالأضحية لابالاِضجاع،وهي معيبةعند التضحية بها،وفي الإستحسان تجزئه؛لأن هذا لا يستطاع الامتناع منه،فقد ينقلب السكين من يده،فتصيب عينها،فيجعل ذلك عفوا لدفع الحرج،ولأنه أضجعها ليتقرب بإتلافها،فتلف جزء منها في هذه الحالة من عمل التقرب،فلا يمنع الجواز،بخلاف ما قبل الإضجاع. (المبسوط:١٥/١٢،الدر مع الرد:٤٧١/٩،كتاب الاصل:٤١٠/٥،تبيين الحقائق:٤٨٣/٦،تكمله البحر الرائق:٣٢٤/٨،تاتار خانيه:٤٣٢/١٧،البنايه:٤٥/١٢)

(۲) عن عُتْبَةَ بن عبد السُّلَمِي قال..... إنَّمَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُصْفَرَّةِ وَالْمُسْتَأصَلَةِ وَالْبَخْقَاءِ وَالْمُشَيَّعَةِ وَالْكَسْرَاءِ،فَالمُصْفَرَّةُ الَّتِى تُسْتَأصَلُ أذُنُهَا حَتّٰى يَبْدُوَ صِمَاخُهَا،وَالْمُسْتَأصَلَةُ قَرْنُهَا مِنْ أصْلِهِ،وَالْبَخْقَاءُ الَّتِى تُبْخَقُ عَيْنُهَا وَالْمُشَيَّعَةُ الَّتِى لا تَتْبَعُ الْغَنَمَ عَجَفًا وَ ضَعْفًا وَالْكَسْرَاءُ(الكَسِيْرَةُ). (السنن الكبرى:٤٦١/٩)(ويضحى بالجَمّاء)...وكذا العظماء التى ذهب بعض قرنها بالكسر أو غيره،فإن بلغ الكسر إلى المخ لم يجز،قهستاني.وفي البدائع:إن بلغ الكسر إلى المشاش لايجزىء، والمشاشُ رؤوس العظام مثل الركبتين والمرفقين.(رد المحتار:٤٦٧/٩،بدائع الصنائع:٣٠٢/٦)

حضرت مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی فرماتے ہیں:

سینگ میں دو چیزیں ہوتی ہیں: ① اوپر کا خول ② سینگ کی شکل میں خول کے اندر کا گودا، یہ بھی سینگ جیسا ہی ہوتا ہے، اب مسئلہ یہ سمجھنا ہے کہ اگر خول جڑ سے ٹوٹ کر نکل جائے اور اندر کا گودا باقی ہے تو بالاتفاق اس کی قربانی جائز ہے، اور گودا بھی ٹوٹ گیا ہے تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر گودا بھی جڑ سے ٹوٹ جائے تو کسی کے نزدیک بھی اس کی قربانی جائز نہیں ہے، اسی کو "الی المخ" اور "الی المشاش" سے تعبیر کرتے ہیں اور اگر اندر کا گودا جڑ سے نہیں ٹوٹا ہے بلکہ درمیان سے ٹوٹ گیا ہے تو اس میں اختلاف ہے۔ (۱)

چھوٹے یا بے سینگ والے جانور کی قربانی

جس جانور کے پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں یا چھوٹے چھوٹے سینگ ہوں تو اس کی قربانی جائز ہے، کیوں کہ سینگ سے جانور کی کوئی خاص منفعت جڑی ہوئی نہیں ہے، پس سینگ کا ہونا اور نہ ہونا دونوں برابر ہیں۔ (۲)

باؤلے جانور کی قربانی

جس جانور کا پاگل پن اس حد تک پہنچ گیا ہو کہ اس کی وجہ سے وہ خود سے چارہ

---

(۱) امداد الفتاوی: ۲۱۲/۸

(۲) **ویجوز ان یضحی بالجماء، وھی اللتی لا قرن لھا، لان القرن لا یتعلق بہ مقصود و کذا مکسورۃ القرن لما قلنا.** (الھدایہ شرح بدایۃ المبتدی: ۲۰۹/٤، بدائع الصنائع: ۳۰۲/٦، فتاوی شامی: ٤٦٧/٩، تبیین الحقائق: ٤٧٩/٦، الموسوعۃ الفقھیہ: ۸٥/٥)

نہ کھا سکتا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ عیب کثیر ہے جو اس کی ہلاکت کا سبب بن سکتا ہے، البتہ جو جانور مجنوں ہونے کے باوجود خود سے چارہ کھانے پر قادر ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (۱)

کان کٹے ہوئے جانور کی قربانی

جس جانور کے دونوں کان یا ایک کان مکمل طور سے کاٹ دیئے گئے ہوں، یا ایک کان کا تہائی سے زیادہ حصہ کٹا ہوا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے اور اگر تہائی یا اس سے کم کٹا ہوا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے، اسی طرح جس جانور کے دونوں کان کا تھوڑا تھوڑا حصہ کٹا ہوا ہو اور دونوں کو جمع کرنے کے بعد تہائی سے زائد مقدار کو پہنچ جائے تو اس کی بھی قربانی جائز نہیں ہے۔ (۲)

شرقاء، خرقاء، مقابلہ اور مدابرہ کی قربانی

شرقاء (وہ جانور جس کے ایک یا دونوں کان لمبائی میں چیر دیئے گئے ہوں) مقابلہ (وہ جانور جس کے ایک یا دونوں کان کا کچھ حصہ سامنے یعنی منھ کی جانب سے کاٹ دیا گیا ہو، مگر وہ حصہ کان ہی میں لگا ہوا ہو، اس کو کان سے جدا نہ کیا گیا ہو) مدابرہ (وہ جانور جس کے ایک یا دونوں کان کا کچھ حصہ پیچھے یعنی کان کی طرف سے کاٹ دیا گیا ہو، مگر وہ حصہ کان ہی میں لگا ہوا ہو، اس کو کان سے جدا نہ کیا گیا ہو) تو ان

---

(۱) **وتجوز الثولاء وهي المجنونة، الا اذا كان ذلك يمنعها عن الرعي والاعتلاف فلا تجوز، لانه يفضي الى هلاكها فكان عيبا فاحشا.** (بدائع الصنائع:۳۰۲/۶، فتاوی هندیه:۳٤٤/۵، محقق و مدلل مسائل قربانی:۱۱۸)

(۲) **فلا تجوز مقطوعة احدى الاذنين بكمالها... ولو ذهب بعض هذه الاعضاء دون بعض من الاذن... ان كان الذاهب كثيرا يمنع جواز التضحية وان كان يسيرا لا يمنع.** (فتاوی هندیه:۵/٤٤، بدائع الصنائع:۲۹۹/۶، رد المحتار:۹/٤٦۸-٤٦۹)

تمام جانوروں کی قربانی جائز ہے، گرچہ تہائی سے زیادہ مقدار میں اس کا کان چیرا یا کٹا ہوا ہو، البتہ ان جانوروں کی قربانی بہتر نہیں ہے، یہ بات بھی ذہن نشیں رہے کہ حدیث میں اس قسم کے جانور کی قربانی سے جو منع کیا گیا ہے وہ استحباب پر محمول ہے، صاحب بذل المجہود اور علامہ کاسانی کی یہی رائے ہے، البتہ خرقاء یعنی وہ جانور جس کے کان میں علامت وغیرہ کے لیے سوراخ کیا گیا ہو تو اس میں تہائی کا اعتبار کیا جائے گا، اگر کان کے تہائی سے زائد حصہ میں سوراخ ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے اور اگر تہائی یا اس سے کم مقدار میں سوراخ ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (۱)

---

(۱) عن علی قال: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالأُذُنَيْنِ، وَلا نُضَحِّيَ بِعَوْرَاءَ وَ لا مُقَابَلَةٍ وَ لا مُدَابَرَةٍ وَلا خَرْقَاءَ وَ لا شَرْقَاءَ، قال زُهَير: فَقُلْتُ لأبی إسحاق: أ ذَكَرَ عَضْبَاءَ؟ قال: لا، قُلْتُ: فَمَا الْمُقَابَلَةُ؟ قَالَ: يُقْطَعُ طَرَفُ الأذُنِ، قُلْتُ: فَمَا الْمُدَابَرَةُ؟ قال: يُقْطَعُ مِنْ مُؤَخَّرِ الأذُنِ، قُلْتُ: فَمَا الشَّرْقَاءُ؟ قَالَ: تُشَقُّ الأذُنُ، قُلْتُ: فَمَا الْخَرْقَاءُ؟ قال: تُخْرَقُ أذُنُها لِلسِّمَةِ. (سنن ابی داوود: ۲۸۰۴، سنن الترمذی: ۱۴۹۸) وما روی أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم نهی أن یضحی بالشرقاء والخرقاء والمقابلة والمدابرة، فالخرقاء هی مشقوقة الأذن والمقابلة هی التی یقطع من مقدم اذنها شیء و لا یبان بل یترک معلقا والمدابرة أن یفعل ذلک بمؤخر الأذن من الشاة، فالنهی فی الشرقاء والمقابلة والمدابرة محمول علی الندب، وفی الخرقاء علی الكثیر. (بدائع الصنائع: ۳۰۲/۶) ولا مقابلة بفتح الباء: التی قطع من قبل أذنها شیء ثم ترک معلقا من مقدمها و لا مدابرة و هی التی قطع من دبرها و ترک معلقا من مؤخرها و لا خرقاء بالمد ای مثقوبة الاذن ثقبا مستدیرا و لا شرقاء بالمد أی مشقوقة الأذن طولا من الشرق وهو الشق وقیل الشرقاء ما قطع أذنها طولا و الخرقاء ماقطع أذنها عرضا.....وتجوز التی شقت أذنها طولا أو من قبل وجهها و هی متدلیة أو من خلفها، فالنهی فی الحدیث محمول علی التنزیه، مع أن الحدیث موقوف علی علی، كما قاله الدار قطنی وغیره و لم یبالوا بتصحیح الترمذی له، وقال ابن جماعه: ذهب الأربعة أن تجزیء الشرقاء و هی التی شقت أذنها والخرقاء و هی المثقوبة الأذن من كی أو غیره، قاله القاری. (بذل المجهود: ۵۵۵/۹)

بے کان والے جانور کی قربانی

جس جانور کو پیدائشی طور پر ایک یا دونوں کان نہ ہوں تو اس کی قربانی درست نہیں ہے، کیوں کہ یہ عیب کثیر ہے جو صحت قربانی کے لیے مانع ہے، فقہی اصطلاح میں ایسے جانور کو سَکّاء کہا جاتا ہے۔(۱)

چھوٹے کان والے جانور کی قربانی

جس جانور کو پیدائشی طور پر ایک یا دونوں کان چھوٹے چھوٹے ہوں تو اس کی قربانی جائز ہے، کیوں کہ یہ معمولی عیب ہے جو قربانی کے لئے مانع نہیں ہے، فقہی اصطلاح میں ایسے جانور کو صمعاء کہا جاتا ہے۔(۲)

اندھے جانور کی قربانی

اندھے جانور کی قربانی بالاتفاق جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ جانور کے نابینا ہونے کی وجہ سے اس کی بینائی کی منفعت مکمل طرح ختم ہو جاتی ہے جو عیب کثیر ہے، جس کی وجہ سے قربانی کی ادائیگی صحیح نہیں ہوتی ہے۔(۳)

---

(۱) **ولا یجوز ان یضحی بشاة لیس لها اذنان، خلقت کذلک وهی السکاء.** (المبسوط:۱۲/۱۷،المحیط البرهانی:۴۶۶/۸،فتاوی شامی:۴۶۹/۹) **فلا تجوز مقطوعة احدی الاذنین بکمالها واللتی لها اذن واحدة خلقة.** (بدائع الصنائع:۲۹۹/۶)

(۲) **فلو لها اذن صغیرة خلقةأجزأت،وهذه تسمی صَمعاء.** (فتاوی شامی:۴۶۹/۹)

(۳) **عن البراء بن عازب رفعه قال"لا یضحی بالعرجاء بین ظَلعها،ولا بالعوراء بین عورها،ولا بالمریضة بین مرضها و لا بالعجفاء اللتی لاتُنقی"،والعمل علی هذا الحدیث عند اهل العلم.** (سنن الترمذی:۱۴۹۷،سنن ابی داود:۲۸۰۲) **لایضحی بالعمیاء الذاهبة العینین.** (الفقه الاسلامی وادلته:۶۱۷/۳،الدر المختار:۴۶۸/۹)

کم بینائی والے جانور کی قربانی

جس جانور کی بینائی تہائی سے زائد ختم ہو چکی ہو اس کی قربانی جائز نہیں ہے اور جس کی بینائی ایک تہائی یا اس سے کم ختم ہوئی ہو اس کی قربانی جائز ہے، اس کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو پہلے دو یا تین دن بھوکا رکھا جائے، پھر اس کی عیب دار آنکھ کو باندھ کر اسے دور سے آہستہ آہستہ چارہ دکھاتے ہوئے اس کے اتنا قریب چارہ لایا جائے کہ وہ چارہ کو دیکھ لے (جس کی ایک علامت یہ ہے کہ جانور اس کی طرف لپکے) اور اس جگہ نشان لگا دیا جائے، پھر اس کی صحیح آنکھ کو باندھ کر یہی عمل دوبارہ کیا جائے اور وہاں بھی نشان لگا دیا جائے، اس کے بعد ان دونوں نشانوں کے درمیانی فاصلے کو ناپ لیا جائے، اگر یہ فاصلہ پہلے والے نشان کا تہائی ہے تو اس کی اتنی بینائی زائل ہو چکی ہے، مثلاً صحیح والی آنکھ سے جانور نے چارہ کو ۴۵ رمیٹر کی دوری سے دیکھا اور عیب دار آنکھ سے ۳۰ رمیٹر کی دوری سے دیکھا تو اس کی ایک تہائی بینائی زائل ہو چکی ہے، لہذا اس کی قربانی جائز ہے، اور اگر اس سے زائد بینائی زائل ہو چکی ہو تو پھر اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) ومقطوع اکثر الاذن اوالذنب او العین،ای اللتی ذهب اکثر نور عینها،فاطلق القطع علی الذهاب مجازا،وانما یعرف بتقریب العلف. (الدر علی الرد:٩/٤٦٨) ثم معرفة المقدار فی غیر العین متیسر،وفی العین قالوا:تشد المَعیبة بعد ان لاتعتلِف الشاة یوما او یومین،ثم یقرَّب العلف الیها قلیلا قلیلا،فاذا رأته من موضع أعلِم علی ذلک المکان،ثم تشد عینها الصحیحة و قرب الیها العلف قلیلا قلیلا،حتی اذا رأته من مکان أعلم علیه،ثم ینظر الی تفاوت ما بینهما،فان کان ثلثا فالذاهب الثلث و ان کان نصفا فالنصف. (الهدایه شرح بدایة المبتدی:٤/٢٠٩،فتاوی شامی:٩/٤٦٩،فتاوی هندیه:٥/٣٤٤،تبیین الحقائق:٦/٤٨١،تکملة البحر الرائق:٨/٣٢٤،البنایه:١٢/٣٨،فتاوی قاسمیه:٢٢/٤٢٧)

کانے جانور کی قربانی

کانے جانور یعنی جس جانور کے ایک آنکھ کی بینائی مکمل طور سے ختم ہو چکی ہو اس کی قربانی جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ جانور ایک آنکھ سے چارہ کو اتنی اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا جس طرح دونوں آنکھوں سے دیکھتا ہے، پس اس صورت میں اس کی خوراک کم ہو جائے گی اور وہ دبلا پتلا ہو جائے گا، لہذا اس کی قربانی درست نہیں ہے۔ (۱)

بھینگے جانور کی قربانی

بھینگے جانور یعنی جسے ایک چیز دو دکھائی دیتی ہے اس کی قربانی جائز ہے، کیوں کہ یہ معمولی عیب ہے اور اس کی وجہ سے چارہ کھانے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی ہے۔ (۲)

ناک کٹے ہوئے جانور کی قربانی

جس جانور کی مکمل ناک کٹی ہوئی ہو یا تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے اور اگر تہائی یا اس سے کم کٹی ہوئی ہو تو قربانی جائز ہے۔ (۳)

---

(۱) عن البراء بن عازب رفعه قال: "لا يُضَحّٰى بِالْعَرْجَاءِ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا، وَلا بِالْعَوْرَاءِ بَيِّنٌ عَوْرُهَا، وَلا بِالْمَرِيْضَةِ بَيِّنٌ مَرَضُهَا وَ لا بِالْعَجْفَاءِ الَّتى لاتُنْقِى"، والعمل على هذا الحديث عند اهل العلم. (سنن الترمذی:۱۴۹۷، سنن ابی داود:۲۸۰۲) ولا تجوز العوراء فی الاضحية... وللعور اثر فی ذلک؛ لانه لا يبصر بعين واحدة من العلف ما يبصر بالعينين وعند قلة العلف يتبين العجف. (المبسوط:۱۲/۱۵، المحيط البرهانی:۸/۴۶۶)

(۲) والحولاء تجزیء، وهی التی فی عينها حول. (فتاوی هنديه:۵/۳۴۴)

(۳) ولا تجزیء الجدعاء وهی مقطوعة الانف. (فتاوی هنديه:۵/۳۴۴) ان كان الذاهب كثيرا يمنع جواز الاضحية وان كان الذاهب قليلالا يمنع جواز الاضحية. (المحيط البرهانی:۸/۴۶۷، رد المحتار:۹/۴۶۸)

بے دانت والے جانور کی قربانی

جس جانور کو دانت بالکل نہ ہو اور وہ چارہ کھانے پر بھی قادر نہ ہو تو بالاتفاق اس کی قربانی جائز نہیں ہے اور اگر وہ جانور دانت نہ ہونے کے باوجود چارہ کھا سکتا ہو تو عام فقہاء کے نزدیک اس کی قربانی درست ہے، خواہ اس کو بالکل دانت نہ ہو یا تہائی سے زیادہ دانت ٹوٹ چکے ہوں اور یہی قول صحیح اور مفتی بہ ہے۔ (۱)

دانت ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی

جس جانور کے کچھ دانت ٹوٹ جائیں اور وہ جانور بچے ہوئے دانت سے سہولت کے ساتھ چارہ کھا سکتا ہو تو اس کی قربانی بالاتفاق درست ہے، اور اگر اس سے چارہ نہ کھا سکتا ہو تو اس کی قربانی بالاتفاق ناجائز ہے، اور اس کی علت یہ ہے کہ دانت بذات خود مقصود نہیں ہے بلکہ وہ چارہ کھانے کے لئے واسطہ کے درجہ میں ہے، لہذا جب جانور چارہ کھا سکتا ہو تو قربانی درست ہے، خواہ چند ہی دانت کیوں نہ ہو، اور اگر جانور چارہ نہ کھا سکتا ہو تو قربانی درست نہیں ہے گرچہ زیادہ دانت کیوں نہ ہو۔ (۲)

---

(۱) **واما الهتماء وهي التي لا اسنان لها،فان كانت ترعى وتعتلف جازت والا فلا.** (بدائع الصنائع:۳۰۱/٦،فتاوى هنديه:٣٤٤/٥)

ولا بالهتماء التي لا اسنان لها،ويكفي بقاء الاكثر،وقيل:ما تعتلف به،قال ابن عابدين:هو و ما قبله روايتان حكاهما في الهداية عن الثاني،وجزم في الخانية بالثانية،وقال قبله:والتي لا اسنان لهاوهي تعتلف او لا تعتلف لا تجوز. (الدرالمختار مع ردالمحتار:٤٦٩/٩)

(۲) **وان بقي بعض اسنانها،ان كانت تعتلف بما بقي من الاسنان جاز وما لافلا.** (المحيط البرهاني:٤٦٧/٨،المبسوط للسرخسي:١٧/١٢)

ولا بالهتماء التي لا اسنان لها،ويكفي بقاء الاكثر،وقيل:ما تعتلف به. (الدرالمختار مع ردالمحتار:٤٦٩/٩،البنايه:٤١/١٢)

کٹی ہوئی زبان والے جانور کی قربانی

جس جانور کی زبان تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہوتو اس کی قربانی جائز نہیں ہے اور اگر تہائی یا اس سے کم کٹی ہوئی ہوتو اس کی قربانی جائز ہے، بعض فقہا کے نزدیک بڑے جانور کا تو یہی حکم ہے، لیکن چھوٹے جانور کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کی زبان کا اتنا حصہ کٹا ہوا ہو کہ اس کی وجہ سے اسے چارہ کھانے پر قدرت نہ ہوتو اس کی قربانی درست نہیں ہے اور اگر زبان کٹ جانے کے باوجود اسے چارہ کھانے میں پریشانی نہ ہوتی ہوتو قربانی درست ہے، یہ حضرات چھوٹے جانور میں تہائی وغیرہ کا اعتبار نہیں کرتے ہیں بلکہ چارہ کھانے پر قدرت ہونے اور نہ ہونے کا اعتبار کرتے ہیں، اوران کے نزدیک اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ چھوٹے جانور دانت کے ذریعہ اور بڑے جانور زبان کے ذریعہ چارہ کھاتے ہیں۔ (۱)

جانور کی دم کے مسائل

جس جانور کو پیدائشی طور پر دم نہ ہو یا جس جانور کی دم یا دنبہ کی چکتی تہائی سے زیادہ مقدار میں کٹی ہوئی ہوتو اس کی قربانی جائز نہیں ہے؛ اور جس جانور کی دم پیدائشی طور پر بہت چھوٹی ہو، یا تہائی یا اس سے کم کٹی ہوئی ہو، یا کسی دنبہ کی دم بالکل نہ ہو لیکن چکتی ہوتو ان تمام کی قربانی درست ہے، واضح رہے کہ دنبہ کی چکتی کے نیچے ایک چھوٹی

---

(۱) **تجوز التضحية...والتي لا لسان لها في الغنم،خلاصه:اى لا البقر؛لانه يأخذ العلف باللسان والشاة بالسن،كما في القهستاني عن المنية،وقيل:ان انقطع من اللسان اكثر من الثلث لا يجوز،اقول:وهو الذى يظهر قياسا على الاذن والذنب بل اولى؛لانه يقصد بالأكل،وقد يخل قطعه بالعلف.** (فتاوی شامی:۹/ ۴۷۰،فتاوی تاتار خانیه:۱۷/ ۴۲۸،فتاوی هنديه:۵/ ۳۴۴)

سی دم لگی رہتی ہے اس دم کا اعتبار نہیں ہے، یہ دم اگر پوری کٹی ہوئی ہو تب بھی دنبہ کی قربانی جائز ہے۔(۱)

بڑے جانور کے تھن کے مسائل

بڑے جانور کے تھن کے چار سروں میں سے ایک سرا یا دو سرا یا چاروں سرا پوری طرح سے کٹ جائے یا ان میں سے کسی ایک سرے کا تہائی سے زائد حصہ کٹ جائے یا پیدائشی طور پر دو ہی سرا ہو یا کسی آفت کی وجہ سے اس کا دو سرا ختم ہو جائے یا کسی بیماری کی وجہ سے اس کے دو سرے سے دودھ نہ نکلتا ہو تو ان جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے، اور اگر صرف ایک سرے کا تہائی یا اس سے کم حصہ کٹ جائے، یا پیدائشی طور پر ایک سرا کم ہو، یا کسی آفت کی وجہ سے ایک سرا زائل ہو جائے یا کسی بیماری کی وجہ سے ایک سرے سے دودھ نہ نکلتا ہو تو ان جانوروں کی قربانی جائز ہے۔(۲)

---

(۱) **واذا كانت لهاالية صغيرة خلقة تشبه الذنب،قال محمد:تجزیء،وان لم يكن لها ذنب ولا ألية خلقة،قال محمد: لا تجزیء.**(المحيط البرهاني:٤٦٦/٨،رد المحتار:٤٧٠/٩) **ولا اللتي ذهب اكثر اذنها و ذنبها،و ان بقي اكثر الاذن والذنب جاز.....ففي الجامع الصغير عنه:وان قطع من الذنب او الاذن او العين او الالية الثلث او اقل اجزأه،وان كان اكثر لم يجزه.**(الهدايه:٢٠٨/٤،نیز دیکھئے ذوالحجہ اورقربانی کے فضائل و احکام:٣٥٣)

(۲) **وفي الخلاصة:مقطوعة رؤوس ضروعهالا تجوز،فان ذهب من واحدة اقل من النصف فعلى ما ذكرنا من الخلاف في العين والاذن ، وفي الشاة والمعز اذا لم يكن لهما احدى حلمتيهما خلقة او ذهبت بآفةوبقيت واحدة لم يجز،وفي الابل والبقر ان ذهبت واحدةيجوزواثنتان لا.**(رد المحتار:٤٧٠/٩) **والشطور لاتجزیء وهي من الشاة ما قطع اللبن عن احدى ضرعيها ومن الابل والبقرما قطع ضرعيها،لان لكل واحد منهما اربع اضرع .**(فتاوى شامی:٤٧٠/٩،فتاوى تاتار خانيه:٤٣٠/١٧،فتاوى هنديه:٣٤٥/٥،نیز دیکھئے فتاوى قاسميه:٣٩٦/٢٢)

چھوٹے جانور کے تھن کے مسائل

چھوٹے جانور کے تھن کے دو سِروں میں سے ایک سِرا یا دونوں سِرا پوری طرح کٹ جائے، یا کسی ایک سِرے کا تہائی سے زائد حصہ کٹ جائے، یا پیدائشی طور پر ایک ہی سِرا ہو، یا کسی آفت کی وجہ سے ایک سِرا زائل ہو جائے، یا کسی بیماری کی وجہ سے صرف ایک سِرے سے دودھ نکلتا ہو تو ان جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے اور اگر صرف ایک سِرے کا تہائی یا اس سے کم حصہ کٹ جائے تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (۱)

دودھ نہ دینے والے جانور کی قربانی

اگر جانور بغیر کسی بیماری کے دودھ نہ دیتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے اور اگر کسی بیماری کی وجہ سے اس کا تھن خشک ہو گیا ہو تو اس کی تفصیل ابھی گزری ہے۔ (۲)

دودھ نہ پلانے والے جانور کی قربانی

جو جانور اپنے بچے کو دودھ پلانے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کی قربانی جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ عیب کثیر ہے جو صحت قربانی کے لیے مانع ہے۔ (۳)

---

(۱) وفی الخلاصة: مقطوعة رؤوس ضروعها لا تجوز، فان ذهب من واحدة اقل من النصف فعلی ما ذکرنا من الخلاف فی العین والاذن، وفی الشاة والمعز اذا لم یکن لهما احدی حلمتیهما خلقة او ذهبت بآفة وبقیت واحدة لم یجز، وفی الابل والبقر ان ذهبت واحدة یجوز او اثنتان لا. (رد المحتار: ۴۷۰/۹) والشطور لا تجزیء وهی من الشاة ما قطع اللبن عن احدی ضرعیها ومن الابل والبقر ما قطع ضرعیها، لان لکل واحد منهما اربع اضرع. (فتاوی شامی: ۴۷۰/۹، فتاوی تاتار خانیه: ۴۳۰/۱۷، فتاوی هندیه: ۳۴۵/۵)

(۲) وذکر فیها جواز اللتی لا ینزل لها لبن من غیر علة. (فتاوی شامی: ۴۷۰/۹)

(۳) ولا المصرمة، وهی اللتی لا تستطیع ان ترضع فصیلها. (تببین الحقائق: ۴۸۲/۶)

گابھن جانور کی قربانی

گابھن جانور کی قربانی کراہیت کے ساتھ جائز ہے، اگر ذبح کے بعد پیٹ سے زندہ بچہ نکل آئے تو اس کو بھی ذبح کرنا ضروری ہوگا، نیز اس بچہ کا گوشت کھانا بھی جائز ہوگا، اگر کوئی شخص اس بچہ کو ایام النحر میں کسی وجہ سے ذبح نہ کر سکے تو ایام النحر کے بعد اس بچہ کا زندہ صدقہ کرنا واجب ہوگا، اگلے سال اس بچہ کی قربانی جائز نہیں ہوگی۔ (۱)

لنگڑے جانور کی قربانی

جو جانور اس قدر لنگڑا ہو کہ ٹوٹے ہوئے پیر کو زمین پر رکھ کر قربان گاہ تک بھی نہ جا سکتا ہو، یعنی ٹوٹے ہوئے پاؤں کو زمین پر بالکل نہیں رکھ پاتا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے، اور اگر ٹوٹے ہوئے پاؤں کو زمین پر رکھتا ہو اور اس سے سہارا لے کر چلتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) **أضحية خرج من بطنها ولد حی،قال عامة العلماء:یفعل بالولد ما یفعل بالام،فان لم یذبحه حتی مضت ایام النحر یتصدق به حیا،فان ضاع او ذبحه و اکله یتصدق بقیمته.** (الفتاوی الهندیه:۳٤۸/۵،فتاوی قاسمیه:۲۲/٤۱۱،محقق و مدلل مسائل قربانی:۶۹)

(۲) **عن البراء بن عازب رفعه قال"لا یضحی بالعرجاء بین ظَلعها،ولا بالعوراء بین عورها،ولا بالمریضة بین مرضها و لا بالعجفاء اللتی لاتُنقی"،والعمل علی هذا الحدیث عند اهل العلم.** (سنن الترمذی:۱٤۹۷،سنن ابی داوود:۲۸۰۲) **(والعرجاء)ای التی لایمکنها المشی برجلها العرجاء،انما تمشی بثلاث قوائم،حتی لو کانت تضع الرابعة علی الارض و تستعین بهاجاز.** (رد المحتار:٤٦۸/۹،بدائع الصنائع:۲۹۹/۶، کتاب الاصل:٤۰۹/۵) **والعرجاء اذا کانت تمشی فلا باس بها،واذا کانت لا تقوم و لاتمشی لایجوز،وهو المراد من" العرجاء البین عرجها" المذکور فی الحدیث،قال مشایخنا:اذا کانت تمشی بثلاث قوائم و تجافی الرابع عن الارض لایجوز،واذا کانت تضع الرابعة علی الارض تستعین به الا انه یتمایل مع ذلک وتضعه وضعا خفیفا یجوز،واما اذا کانت تدفع دفعا او تحمل الی المنسک لا یجوز.** (المحیط البرهانی:۸/٤۶۶)

پاؤں کٹے ہوئے جانور کی قربانی

جس جانور کا ایک پاؤں مکمل کٹا ہوا ہو، یا ایک پاؤں کا تہائی سے زائد حصہ کٹا ہوا ہوتو اس کی قربانی جائز نہیں ہے اور اگر تہائی یا اس سے کم کٹا ہوا ہوتو اس کی قربانی جائز ہے۔ (۱)

خصی جانور کی قربانی

خصی جانور کی قربانی کرنا افضل ہے، کیوں کہ وہ فربہ اور اس کا گوشت عمدہ ہوا کرتا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو ایسے چتکبرے مینڈھے کی قربانی ثابت ہے جو سینگ والے اور خصی شدہ تھے۔ (۲)

خنثی جانور کی قربانی

خنثی جانور کی قربانی جائز نہیں ہے، فقہاء نے اس کے عدم جواز کی یہ علت بیان کی ہے کہ اس کا گوشت نہیں گلتا ہے، لہذا علت معدوم ہوتو حکم بھی بدل جائے گا، پس اگر اس کا یقین ہو کہ گوشت اچھی طرح گل جائے گا تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (۳)

---

(۱) **لا یجوز مقطوع احدی القوائم الاربع.** (فتاوی هندیه: ۳٤٥/٥)**ان کان الذاهب کثیرا یمنع جواز التضحیة وان کان یسیرا لا یمنع.**(بدائع الصنائع: ۳۰۰/٦)

(۲) **عن جابر بن عبدالله قال: ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوْجَأَيْنِ.** (سنن ابی داوود:۲۷۹٥) **ویضحی بالجماء...والخصی،وعن أبی حنیفة:هو أولی ؛لأن لحمه أطیب،وقد صح أنه صلی الله علیه وسلم ضَحّٰی بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوْجَأَيْنِ.**(سنن ابی داود:۲۷۹٥،تبیین الحقائق:٤٧٩/٦،الهدایه:۲۰۹/٤)

(۳) **ولا بالخنثی لان لحمها لا ینضج.** (الدرعلی الرد:٤٧٠/٩) **من المسلَّم لدی الفقهاء أن الحکم یدور علی العلة وجودا و عدما،فان وجدت العلة ثبت الحکم وان انعدمت العلة انتفی الحکم.** (المصباح فی رسم المفتی:٤٩٥،انظر ایضا: فتاوی قاسمیه:۲۲/٤٠٤،امداد الفتاوی:۳/٥٧١،احسن الفتاوی:٧/٥۲۲،ذوالحجه اور قربانی کے فضائل:۳٥٩)

مسئلہ: خنثی سے مطلق خنثی نہیں بلکہ خنثی مشکل مراد ہے جس میں نر و مادہ دونوں کی علامات ہوں اور ان میں سے کوئی بھی علامت مغلوب نہ ہو، اور اگر کوئی ایک علامت غالب ہو تو وہ خنثی کے حکم میں شامل نہیں ہے۔ (۱)

جفتی نہ کرنے والے جانور کی قربانی

جو جانور جفتی یعنی مادہ جانور سے ملنے پر قادر نہ ہو اس کی قربانی جائز ہے، کیوں کہ جانور کے اندر جفتی کی صلاحیت کا نہ ہونا کوئی عیب نہیں ہے، بلکہ ایسا جانور تو خوب موٹا تازہ اور صحت مند بھی ہوا کرتا ہے، اس لئے اس کی قربانی جائز ہے۔ (۲)

بچہ نہ دینے والے جانور کی قربانی

جو جانور کبر سنی یعنی عمر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے بچہ جننے کی صلاحیت سے محروم ہو چکا ہو اس کی قربانی جائز ہے۔ (۳)

بانجھ جانور کی قربانی کرنا

بانجھ جانور کی قربانی جائز ہے؛ کیوں کہ اس کا گوشت نسبتاً بہتر ہوتا ہے، نیز خصی کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے تو اسی پر اس کو بھی قیاس کیا جائے گا، کیوں کہ قوت تولید دونوں میں نہیں ہے، اسی طرح خنثی جانور اور کبر سنی کی وجہ سے بچہ جننے سے عاجز جانور کی قربانی جائز ہے تو بانجھ جانور کی بھی قربانی جائز ہوگی، کیوں کہ اس کا عیب ان دونوں کے مقابلہ میں اہون ہے، اور عدم جواز کی کوئی دلیل بھی نہیں ہے۔ (۴)

---

(۱) فتاوی شامی: ۹/۵۰۷، ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل: ۳۵۸

(۲) تجوز التضحية بالمجبوب العاجز عن الجماع. (فتاوى شامى: ٤٧٠/٩)

(۳) تجوز.... والعاجزة عن الولادة لكبر سنها. (فتاوى شامى: ٤٧٠/٩)

(۴) احسن الفتاوی: ۷/۵۲۱، ذوالحجہ اور قربانی کے فضائل: ۳۶۰، المسائل المہمہ: ۵/۱۸۱

کم یا زیادہ بچہ والے جانور کی قربانی

جس جانور کو ایک یا اس سے زیادہ بچے ہوں تو اس کی قربانی جائز ہے؛ کیوں کہ بچہ کا ہونا کوئی عیب نہیں ہے۔ (۱)

دبلے پتلے اور کمزور جانور کی قربانی

جو جانور اس قدر دبلا پتلا اور کمزور ہو کہ اس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو اور سوکھ کر بالکل ڈھانچہ نکل آیا ہو، جس کی علامت یہ ہے کہ وہ پیروں پر کھڑا نہ ہو سکتا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے، البتہ جس کی ہڈیوں میں کچھ گودا بچا ہوا ہو، یعنی وہ چلنے پھرنے پر قادر ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (۲)

نجاست خور جانور کی قربانی

نجاست خور جانور یعنی جو جانور صرف غلاظت اور نجاست ہی کھاتا ہو جس کی وجہ سے اس کے گوشت میں بدبو پیدا ہوگئی ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے اور اگر نجاست کے ساتھ دیگر پاک چیزیں بھی کھاتا ہو جس کی وجہ سے اس کے گوشت میں خرابی نہ آئی ہو تو اس کی قربانی درست ہے۔ (۳)

---

(۱) ویجوز المجبوب...واللتی بها ولد. (الفتاوی الهندیه:۵/۳۴۳)

(۲) عن البراء بن عازب رفعه قال: "لا یُضَحّٰی بِالْعَرْجَاءِ بَیِّنٌ ظَلْعُهَا، وَلا بِالْعَوْرَاءِ بَیِّنٌ عَوْرُهَا، وَلا بِالْمَرِیْضَةِ بَیِّنٌ مَرَضُهَا وَ لا بِالْعَجْفَاءِ اللَّتی لاتُنْقِی". (سنن الترمذی:۱۴۹۷، سنن ابی داوود:۲۸۰۲) لایجوز اذا ذهب مخ عظمها وان كانت مهزولة فیها بعض الشحم جاز. (فتاوی قاضیخان:۳/۲۴۹، ذوالحجه اورقربانی کے فضائل واحکام:۳۴۶)

(۳) والجلالة هی اللتی تعتاد أكل الجیف والنجاسات ولاتختلط، فیتغیر لحمها، فیكون منتنا، وأما ما یختلط فیتناول النجاسة والجیف ویتناول غیرها علی وجه لایظهر أثر ذلک فی لحمه، لابأس بأكله. (فتاوی قاضی خان:۳/۲۵۴، الدر مع الرد:۹/۴۷۰)

مسئلہ: نجاست خور جانور کی قربانی درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اونٹ اونٹنی کو ۴۰؍دن، گائے بھینس کو ۲۰؍دن اور بکری خصی کو ۱۰؍دن تک باندھ کر رکھا جائے اور اسے پاک چیزیں کھانے کے لیے دی جائیں، جب اس بات کا یقین ہو جائے کہ گوشت کے اندر جو بدبو پیدا ہوئی تھی وہ ختم ہو چکی ہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (۱)

کھجلی اور گلٹی والے جانور کی قربانی

اگر کسی جانور کو کھجلی کی بیماری ہو جائے اور وہ دبلا پتلا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ جانور کے دبلے پتلے ہونے کی صورت میں کھجلی کا اثر اس کے گوشت تک سرایت کر جاتا ہے جس کی وجہ سے گوشت خراب ہو جاتا ہے اور یہ صحت قربانی کے لیے مانع ہے، لیکن اگر جانور موٹا تازہ ہو تو اس کی قربانی جائز ہے؛ کیوں کہ جانور کے موٹے اور صحت مند ہونے کی صورت میں کھجلی کا اثر بس اس کی کھال تک محدود رہتا ہے، اس کا گوشت خراب نہیں ہوتا ہے، یہی حکم گلٹی والے جانور کا بھی ہے کہ اس کی قربانی جائز ہے، کیوں کہ گلٹی کا اثر صرف کھال تک محدود رہتا ہے، اس کی وجہ سے گوشت میں کوئی خرابی نہیں آتی ہے۔ (۲)

کھانسنے والے جانور کی قربانی

کھانسنے اور سردی والے جانور کی قربانی جائز ہے؛ کیوں کہ کھانسی عیب کثیر میں داخل نہیں ہے اور اس کی وجہ سے جانور کی منفعت یا جمال متاثر نہیں ہوتا ہے۔ (۳)

---

(۱) دیکھئے فتاوی شامی: ۹/۴۷۰، فتاوی ہندیہ: ۵/۳۴۴

(۲) **والجرباء اذا كانت سمينة ولم يتلف جلدها جاز لانه لا يخل بالمقصود.** (تبيين الحقائق: ٦/٤٧٩) **والجرباء السمينة لان الجرب يكون فى جلدها ولا نقصان فى لحمها، بخلاف المهزولة لان الهزال يكون فى لحمها.** (الفقه الاسلامى وادلته: ٣/٦١٨، البنايه: ١٢/٤١)

(۳) **ويجوز... واللتى بها السعال.** (فتاوى هنديه: ٥/٣٤٣)

خنزیر یا کتیا کا دودھ پینے والے جانور کی قربانی

اگر کوئی جانور بچپن میں کتیا یا خنزیر کے دودھ سے پرورش پائے تو اس کی قربانی درست ہے؛ کیوں کہ اس دودھ کا اثر اب تک باقی نہیں رہا، جس کی وجہ سے اس کا گوشت بھی خراب نہیں ہوا ہے، لہذا اس کی قربانی کر سکتے ہیں۔ (۱)

داغے ہوئے جانور کی قربانی

جس جانور کا کسی بیماری کی وجہ سے لوہے وغیرہ سے داغ کر علاج کیا گیا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسے جانور کی قربانی نہ کی جائے۔ (۲)

زخم والے جانور کی قربانی

جس جانور کو کتا کاٹ لے یا کسی بیماری یا کسی چیز سے ٹکرانے کی وجہ سے اسے زخم نکل آئے اور جانور کے موٹا تازہ ہونے کی وجہ سے اس زخم کا اثر اس کے گوشت میں سرایت نہ کرے تو اس کی قربانی جائز ہے اور اگر جانور کے دبلے یا زخم کے گہرے ہونے کی وجہ سے زخم کا اثر اس کے گوشت میں سرایت کر جائے تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔ (۳)

بے خصیہ والے جانور کی قربانی

جس جانور کے پیدائشی طور پر ایک یا دونوں خصیے (فوطے/کپورے) نہ ہوں تو خصی پر قیاس کرتے ہوئے اس کی قربانی جائز ہے۔ (۴)

---

(۱) **وروی ان جدیا غذی بلبن الخنزیر لاباس بأکله، لان لحمه لا یتغیر وما غذی به یصیر مستهلکالا یبقی له اثر.** (فتاوی قاضی خان:۲۰٤/۳)

(۲) **ویجوز ....واللتی بها کی.** (فتاوی هندیه:۳٤۳/۵) **خمسة عشر من الآفات لا یمنع منها...واللتی بها کی.** (الجامع الوجیز المعروف بالفتاوی البزازیه:۱۵۹/۳)

(۳) تبیین الحقائق:٤۷۹/٦، الفقه الاسلامی وادلته:٦۱۸/۳، فتاوی قاسمیه:٤۲٤/۲۲، ٤۳۷

(۴) فتاوی قاسمیه:٤۳۹/۲۲

ادھیا پر دیئے ہوئے جانور کے بچہ کی قربانی

ادھیا یعنی پوسیا اور بٹائی پر دیئے ہوئے جانور کے بچہ پر اصل ملکیت جانور کے مالک کی ہوتی ہے اور پالنے والا اجرت کا مستحق ہوتا ہے؛ اس لئے پالنے والا اپنے نام سے اس کی قربانی نہیں کرسکتا، البتہ مالک اپنے نام سے کرنا چاہے تو اسکی اجازت ہے۔ (۱)

ہرن و نیل گائے کی قربانی

ہرن اور نیل گائے کا گوشت کھانا گر چہ حلال ہے؛ لیکن ان کی قربانی جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ دونوں وحشی اور جنگلی جانور ہیں۔ (۲)

گونگے اور بہرے جانور کی قربانی

جانور کا گونگا اور بہرا ہونا عیوب میں شامل نہیں ہے؛ کیوں کہ گونگا اور بہرا ہونے کی وجہ سے نہ تو جانور کی منفعت زائل ہوتی ہے اور نہ ہی جانور کا جمال ختم ہوتا ہے، اس لئے گونگے اور بہرے جانور کی قربانی درست ہے۔ (۳)

مرغی و بطخ کی قربانی

قربانی کے دنوں میں فقیر ہونے کی وجہ سے فقیر کا قربانی کرنے والوں کی مشابہت اختیار کرنے کے لئے مرغی یا بطخ کی قربانی کرنا مکروہ ہے اور اس سے قربانی ادا نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی قربانی کا ثواب ملتا ہے، بلکہ ایسا شخص مجوسیوں کی مشابہت اختیار کرنے کی وجہ سے عقاب کا بھی مستحق ہوسکتا ہے۔ (۴)

---

(۱) فتاوی قاسمیہ: ۲۲/ ۴۰۱

(۲) ولا یجوز فی الاضاحی شیء من الوحش. (بدائع: ۲۸۴/۶، المحیط البرهانی: ۴۶۸/۸)

(۳) کل عیب یزیل المنفعة علی الکمال.... یمنع الاضحیة، الی آخره. (هندیه: ۳۴۵/۵)

(۴) والتضحیة بالدیک والدجاجة فی ایام الاضحیة ممن لااضحیة علیه بالاعسار تشبیها بالمضحین مکروه، لانه من رسوم المجوس. (الفتاوی الهندیه: ۳۴۶/۵)

کم یا زیادہ اعضاء والے جانور کی قربانی

جس جانور کے فطری اعضاء سے زائد یا کم اعضاء ہوں، مثلا چار کے بجائے تین یا پانچ ٹانگیں ہوں، دو کے بجائے ایک یا تین آنکھیں ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ عیب کثیر ہے، اسکی وجہ سے جانور کی قیمت کم ہو جاتی ہے۔ (۱)

جرسی گائے کی قربانی

جو جانور وحشی اور گھریلو جانور کے ملاپ سے پیدا ہوا ہو، جیسا کہ جرسی گائے کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ خنزیر اور گائے کے ملاپ سے پیدا ہوتی ہے، تو اس کی قربانی جائز ہے، کیوں کہ جانور کے وحشی اور گھریلو ہونے میں اس کی ماں کا اعتبار کیا جاتا ہے، جب جرسی گائے کی ماں گھریلو ہے تو اس کو بھی گھریلو جانور قرار دیا جائے گا اور ماں کی طرح اس کی بھی قربانی جائز ہوگی۔ (۲)

---

(۱) کل مایوجب نقصانا فی الثمن فی عادات التجار فهو عیب...وذکر شیخ الاسلام خواهرزاده :أن ما یوجب نقصانا فی العین من حیث المشاهدة والعیان فهو عیب...وما لایوجب نقصانا فی العین من حیث المشاهدة والعیان ولکن یوجب نقصانا فی منافع العین فهو عیب أیضا...وما لایوجب نقصانا فی العین ولافی منافع العین یعتبر فیه عرف الناس،ان عدوه عیبا کان عیبا و مالا فلا،اذا ثبت هذا فنقول...والاصبع الزائدة والناقصة عیب لما قلنا.(المحیط البرهانی:۱۰/۸۱)

(۲) ولا یجوز شیء من الوحش نحو حمار الوحش و بقر الوحش و أشباههما وان الفت وفی المتولد بین الوحشی والاهلی یعتبر الأم،ان کانت الام وحشیة لاتجزیء فی الأضحیة و ان کانت أهلیة تجزیء. (المحیط البرهانی:۸/۴۶۸) والمولود بین الأهلی والوحشی یتبع الأم لأنها هی الاصل فی التبعیة حتی اذا نزا الذئب علی الشاة یضحی بالولد. (الهدایه:۴/۱۲۱، انظر ایضا:بدائع الصنائع:۶/۲۸۵،المسائل المهمه:۵/۱۸۵،محقق و مدلل مسائل قربانی:۱۲۳)

اہم مصادر و مراجع

۱۔ تفسیر القرآن العظیم رتفسیر ابن کثیر، حافظ ابوالفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر
۲۔ الجامع لاحکام القرآن رتفسیر قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی
۳۔ جامع الکتب التسعہ (بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ، احمد، مالک، دارمی)
۴۔ فتح الملہم شرح صحیح مسلم، علامہ شبیر احمد عثمانی، مفتی تقی عثمانی، داراحیاء التراث العربی لبنان
۵۔ کتاب الاصل، امام محمد بن حسن شیبانی، دارابن حزم بیروت لبنان
۶۔ کتاب المبسوط، شمس الائمہ ابوبکر محمد بن ابی سہل سرخسی، دارالفکر بیروت لبنان
۷۔ فتاوی قاضی خان، ابوالمحاسن حسن بن منصور قاضی خان، مکتبۃ الاتحاد دیوبند
۸۔ الہدایہ الی بدایۃ المبتدی، شیخ الاسلام برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، دارالدقاق، لبنان
۹۔ فتح القدیر، کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن ہمام، مکتبہ تھانوی دیوبند
۱۰۔ الاختیار لتعلیل المختار، عبداللہ بن محمود موصلی، دارتحقیق الکتاب لبنان
۱۱۔ المحیط البرہانی، محمود بن صدر الشریعہ ابن مازہ بخاری، ادارۃ القرآن، کراچی پاکستان
۱۲۔ بدائع الصنائع، علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی، دارالمعارف دیوبند
۱۳۔ ردالمحتار علی الدرالمختار (فتاوی شامی) محمد امین بن عمر ابن عابدین شامی، مکتبہ زکریا دیوبند
۱۴۔ البحرالرائق، زین الدین بن ابراہیم بن نجیم مصری، مکتبہ زکریا دیوبند
۱۵۔ تبیین الحقائق، فخرالدین عثمان بن علی زیلعی، مکتبہ زکریا دیوبند
۱۶۔ فتاوی تاتارخانیہ، فریدالدین عالم بن العلاء، مکتبہ زکریا دیوبند
۱۷۔ فتاوی ہندیہ المعروف بالفتاوی العالمکیریہ، مکتبۃ الاتحاد دیوبند
۱۸۔ الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ، جماعۃ من العلماء، وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ کویت
۱۹۔ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، عبدالرحمٰن الجزیری، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
۲۰۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، ڈاکٹر وہبہ زحیلی، دارالفکر دمشق

MAKTABA DAR-E-ARQAM, NEPAL

Faizpur Urf Gheora, Ishnath Nagar Palika
Ward No.-7, Distt. Rautahat, Nepal
Mob. 8986305186 (Indian) 9809191037 (Nepali)

مولانا مفتی رضوان نسیم قاسمی کی علمی کاوشیں

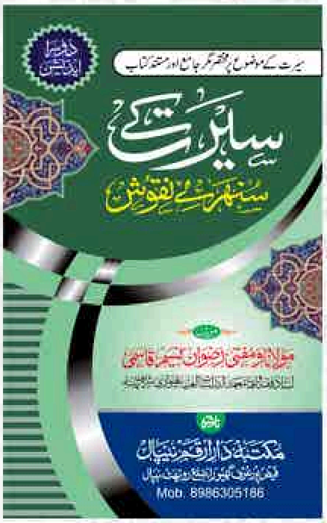

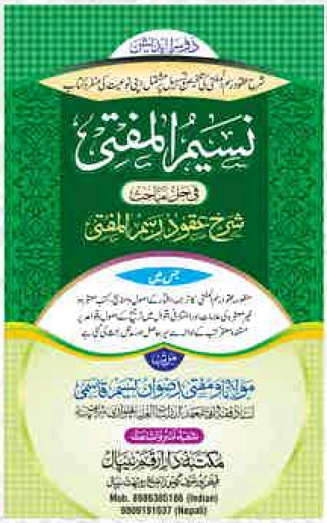

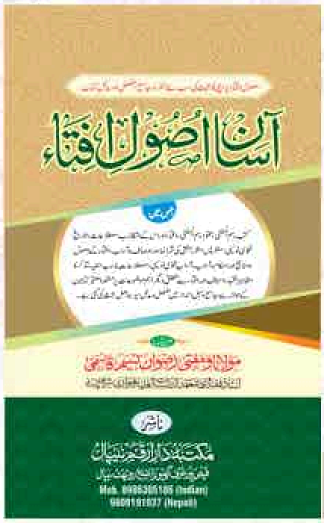

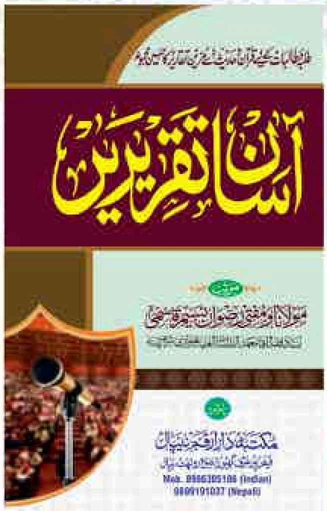

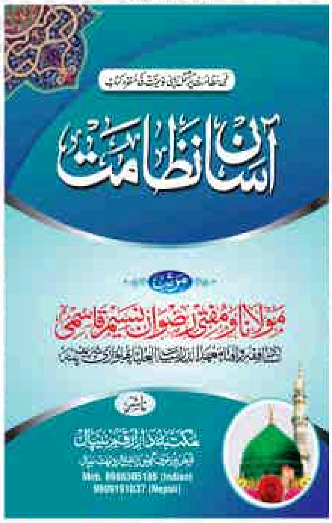

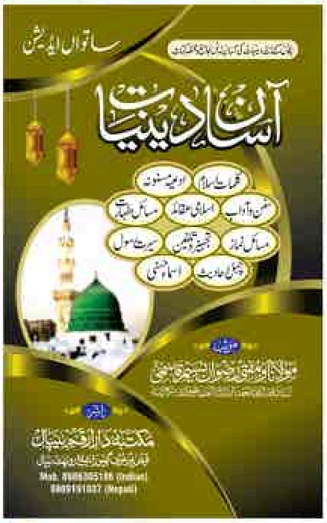

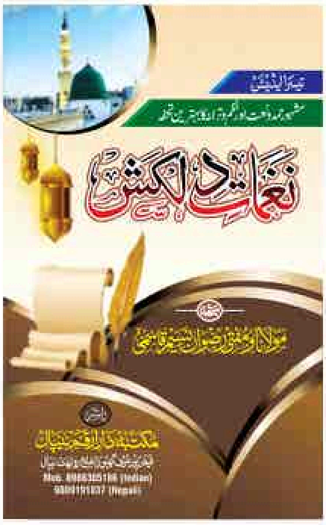

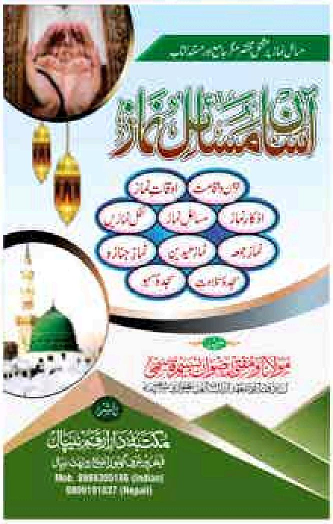

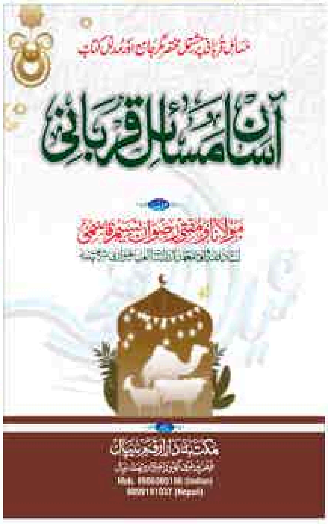

Publisher

MAKTABA DAR-E-ARQAM, NEPAL

Faizpur Urf Gheora, Ishnath Nagar Palika
Ward No.-7, Distt. Rautahat, Nepal

Mob. 8986305186 (Indian) 9809191037 (Nepali)

₹80/-